# SENATE OF PAKISTAN

## SENATE DEBATES

---

*Tuesday, November 19, 1991*

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

---

*RECITATION FROM THE HOLY QURAN*

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ﴿١٩٩﴾ وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ
الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٠٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا
إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ ﴿٢٠١﴾
(سورۃ الاعراف)

[ترجمہ : (اے محمدؐ) عفو اختیار کرو اور نیک کام کرنے کا حکم دو اور جاہلوں سے کنارہ کر لو۔
اور اگر شیطان کی طرف سے تمہارے دل میں کسی طرح کا وسوسہ پیدا ہو تو خدا سے پناہ مانگو۔ بیشک وہ سننے والا (اور) سب کچھ جاننے والا ہے۔ جو لوگ پرہیزگار ہیں جب ان کو شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پیدا ہوتا ہے تو چونک پڑتے ہیں اور (دل کی آنکھیں کھول کر) دیکھنے لگتے ہیں]

QUESTIONS AND ANSWERS

جناب چیئرمین : وقفہ سوالات، سوال نمبر 126۔

# SENATE OF PAKISTAN

## SENATE DEBATES

---

*Tuesday, November 19, 1991*

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

---

### *RECITATION FROM THE HOLY QURAN*

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ﴿١٩٩﴾ وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ
الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۚ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٠٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا
إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ ﴿٢٠١﴾

(سورۃ الاعراف)

[ترجمہ : (اے محمدؐ) عفو اختیار کرو اور نیک کام کرنے کا حکم دو اور جاہلوں سے کنارہ کر لو۔

اور اگر شیطان کی طرف سے تمہارے دل میں کسی طرح کا وسوسہ پیدا ہو تو خدا سے پناہ مانگو۔ بیشک وہ سننے والا (اور) سب کچھ جاننے والا ہے۔ جو لوگ پرہیزگار ہیں جب ان کو شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پیدا ہوتا ہے تو چونک پڑتے ہیں اور (دل کی آنکھیں کھول کر) دیکھنے لگتے ہیں]

### QUESTIONS AND ANSWERS

<u>جناب چیئرمین</u> : وقفہ سوالات، سوال نمبر 126۔

جناب منظور احمد گچکی : جناب والا ! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ امریکی امداد سے چلنے والے جوانہوں نے تین کیٹیگریز بتائی ہیں یعنی بلوچستان علاقائی ترقیاتی منصوبہ ' ابتدائی تعلیمی ترقی کا منصوبہ اور بلوچستان میں سڑکوں کا منصوبہ۔ ان منصوبوں کے متعلق وہ بتائیں کہ کہاں کہاں ان لوگوں نے کام کیا ہے۔ کیونکہ جناب والا ! میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ یہاں پر یہ جو جواب دیئے گئے ہیں اور چونکہ میں خود وہاں پر رہتا ہوں اس لئے مجھے پتہ ہے کہ کوئی ایسا منصوبہ عمل میں نہیں لایا گیا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ شاید آپ کے اپنے علم میں بھی یہ بات ذاتی طور پر ہے کہ اواران تربت روڈ ' بیلا روڈ جو بن رہا تھا وہ اب دو ڈھائی سال ہو گئے کہ بند پڑا ہوا ہے۔ یہاں ہم کو جواب دیا گیا ہے کہ تمام منصوبے جو ہیں وہ تکمیل کی طرف جا رہے ہیں یعنی یہ ہاؤس کو misinform کرنے والی بات ہے۔

جناب چیئرمین : ان کو جواب تو دینے دیں ' کون جواب دے رہا ہے ' وزیر منصوبہ بندی کی جگہ کون جواب دے رہا ہے۔

(خاموشی)

جناب چیئرمین : کوئی جواب نہیں دے رہا ؟

سید فصیح اقبال : مجھے افسوس ہے کہ ماشاء اللہ ہمارے وزراء کی اتنی بڑی تعداد ہے اور اتنا اہم مسئلہ ہے جس میں کوئی منسٹر جواب دینے کے لئے تیار نہیں ہو رہا۔

جناب چیئرمین : چٹھہ صاحب آ گئے ہیں وہ جواب دیں گے ' فصیح صاحب ! آپ نے پوائنٹ آف آرڈر دیر سے اٹھایا ہے پہلے اٹھاتے تو پہلے آ جاتے۔ سوال گچکی صاحب دہرا دیں۔

جناب منظور احمد گچکی : جناب والا ! یہ جو تین کیٹیگریز دی گئی ہیں اس میں بلوچستان میں علاقائی ترقی کی منظوری کی جو اماونٹ دی گئی ہے کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ پنج گور ضلع گوادر اور تربت ضلعوں میں کون کون سے ایسے پانی کے منصوبے اور زرعی ترقی کے لئے کون سے وہ کام کئے گئے ہیں جن کی یہاں نشاندہی کی گئی ہے جن کا کم از کم وجود میں نے نہیں دیکھا ہے۔

جناب نعیم حسین چٹھہ : جناب یہ سول کون سا ہے ؟

جناب چیئرمین : یہ سوال نمبر 126 پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ کے بارے میں ہے۔
جناب نعیم حسین چٹھہ : جناب ! اس کے لئے میں معذرت چاہوں گا۔ 126 کا میرے پاس کوئی ڈیٹا نہیں ہے۔ اگرچہ مجھے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے بارے میں جواب دینے کو کہا گیا ہے لیکن جو فائل مجھے بھیجی گئی ہے اس میں صرف سوال نمبر 234 ہے۔

جناب چیئرمین : میرا خیال ہے یہ سوال ڈیفر ہوا تھا۔

جناب نعیم حسین چٹھہ : اس سوال کی ڈویژن کو بھی اطلاع نہیں تھی۔ انہوں نے مجھے آج کے لئے سوال جواب نمبر 234 کے متعلق جواب دینے کو کہا ہے۔ تو جناب 126 کو ڈیفر کر دیں۔

جناب چیئرمین : اگر کوئی اطلاع نہیں ہے تو پھر ڈیفر کرنا پڑے گا۔

جناب نعیم حسین چٹھہ : جناب ! میری معذرت قبول کر لیں اور کل یا پرسوں رکھ لیں۔

جناب چیئرمین : تو پرسوں لے لیں گے۔ سوال نمبر 126 اور 139 ڈیفر کئے جاتے ہیں۔ اگلا سوال۔

156. ***Mian Alam Ali Laleka:** Will the Minister for Food, Agriculture and Cooperatives be pleased to state action taken by the Government against Commercial Cooperative Development Corporation Limited upon its failure to perform its functions as regards returning of deposits to the investors ?

**Lt. Gen. (Retd.) Malik Abdul Majid:** The administrative and judicial control of the Society has since been transferred to the Provincial Government with effect from 9-3-1991. All the relevant record of the society in question has also been transferred to Provincial Government.

جناب چیئرمین : کوئی ضمنی سوال نہیں۔ اگلا سوال نمبر 181۔

181. ***Prof. Khurshid Ahmad:** Will the Minister for Production be pleased to state the reasons for immediate removal of Dr. A. Wahab, Managing Director of ENAR Petrotech ?

**Engr. Islam Nabi:** Dr. A. Wahab was transferred from ENAR to PIDC due to exigencies of Service.

سید فصیح اقبال : کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ ان کی ٹرانسفر کی وجہ کیا تھی ؟ انہوں نے لکھا ہے exgencies of service قومی مفاد میں یا سرکاری مفاد میں۔

انجینئر اسلام نبی (وزیر پیداوار) : ڈاکٹر وہاب صاحب کو 1989ء میں مینجنگ ڈائریکٹر بنایا گیا تھا ای این اے آر پیپرٹیل کا۔ اس ادارے میں 1981ء سے لے کر 1988ء تک برابر منافع ہوتا رہا اور وہاب صاحب کے چارج لینے کے بعد سے اس میں نقصانات بہت زیادہ ہو گئے۔ پہلے سال میں 4ء66 ملین کا نقصان ہوا اور اس کے بعد 17ء57 ملین کا اور کمپنی کی حالت بہت زیادہ خراب ہو گئی تھی اور وہ نہ تو وزارت پیداوار سے کام حاصل کر سکتے تھے، نہ باہر سے، اس وجہ سے خراب کارکردگی کی وجہ سے ان کو ٹرانسفر کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین : اگل سوال 213۔

213. ***Prof. Khurshid Ahmad:** Will the Minister for Science and Technology be pleased to state the venue of the meetings of the Ministers for Sciences and Technology of the Islamic countries scheduled to be held in Pakistan from 11—13 November, 1991 ?

**Mr. Illahi Bukhsh Soomro:** The venue of 5th meeting of OIC Standing Committee on Scientific and Technological Cooperation (COMSTECH) was State Bank of Pakistan Building, Islamabad.

جناب چیئرمین : کوئی ضمنی سوال نہیں۔ اگلا سوال نمبر 231۔

231. ***Syed Abdullah Shah:** Will the Minister for Production be pleased to state the names, qualifications and place of Domicile of the General Managers serving in the Pakistan Steel Mills at Karachi, indicating also their date of posting ?

**Engr. Islam Nabi:** A statement giving the names, qualifications, date of posting etc. of the General Managers in Pakistan Steel is given at Annexure.

**Annexure**

| S. No. | Name | Qualifications | Place of Domicile | Date of Posting |
|---|---|---|---|---|
| 1. | Mr. M. A. Qureshi | M. Com. LL.B. PGD (Ind) U.K. | Sindh (Urban) | 19-3-1981 |
| 2. | Col. (Retd.) M. Afzal | M.A. | Punjab | 20-5-1982 |
| 3. | Mr. Baqar Mehdi Rizvi | M.Sc. (Jeology) | Sindh (Urban) | 1-6-1982 |
| 4. | Mr. S. Jalaluddin | M. Com. | Sindh (Urban) | 2-9-1986 |
| 5. | Mir Raza Ali | Inter (Science) Overseas Certificate | Sindh (Urban) | 2-6-1988 |
| 6. | Mr. Ghulam Hussain Memon | B.E. (Electrical) | Sindh (Urban) | 2-1-1989 |
| 7. | Mr. Abu Sufyan Ahsan | B.E. (Electrical) | Punjab | 1-6-1989 |
| 8. | Capt. M. Haroon Khan | B.E. (Electrical) | N.W.F.P. | 1-6-1989 |
| 9. | Mr. Sattar A. K. Lodhi | B.Sc. (Engg.) (Mining) | Punjab | 28-6-1989 |
| 10. | Mr. S. J. Hatmi | Inter (Arts) | Sindh (Rural) | 1-7-1989 |
| 11. | Mr. Azizullah Khan | B.A. | Baluchistan | 12-9-1989 |

جناب منظور احمد گچکی : جناب والا ! میں پوچھنا چاہوں گا کہ 1981ء سے لے کر 1990ء تک بلوچستان سے ایک' صوبہ سرحد سے ایک اور پنجاب سے دو آدمی لئے گئے ہیں اس کی کیا وجوہات ہیں کہ یہ تمام جنرل منیجرز سندھ شہری علاقوں سے لئے گئے ہیں جبکہ سندھ رورل سے نہیں لئے گئے اور بلوچستان اور صوبہ سرحد اور پنجاب سے ان کا تناسب کیوں کم ہے ؟

جناب چیئرمین : لئے تو گئے ہیں بلوچستان سے عزیزاللہ خان صاحب۔

جناب منظور احمد گچکی : میرا سوال بھی یہی ہے کہ اس نو سال کے اندر بلوچستان سے ایک سرحد سے ایک پنجاب سے دو' پھر دوسری بات یہ ہے کہ سندھ اربن سے یہ سارے لئے گئے ہیں سندھ رورل سے نہیں لئے گئے ہیں اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

جناب چیئرمین : یہ کوٹہ سسٹم پر ہے۔ جی فرمائیے !

انجینئر اسلام نبی : اس پوسٹ کے اوپر کوٹے کا اطلاق نہیں ہوتا۔ وہ پرفارمنس اور سنیارٹی کی وجہ سے کئے جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین : کوئی اور سوال ؟ کوئی نہیں۔ اگلا سوال نمبر232۔

232. ***Syed Abdullah Shah:** Will the Minister for Production be pleased to state the names, qualifications, place of Domicile of the persons who served as Chairman of the Pakistan Steel Mills at Karachi in last five years ?

**Engr. Islam Nabi:** Names, qualifications and place of domicile of the persons who have served as Chairman of Pakistan Steel Mills at Karachi during the last 5 years is Annexed.

**Annexure**

| S. No. | Name | Duration From | Duration To | Qualifications | Domcile |
|---|---|---|---|---|---|
| 1. | Syed Salim Abbas Jilani | 14-7-1986 | 11-1-1987 | M.A., MPA | Punjab |
| 2. | Mr. Zafar Iqbal | 12-1-1987 | 18-2-1987 | B.E. (Engg. & Mech.), MPA | Sindh (Urban) |
| 3. | Maj. Gen. Shujaat Ali Bukharee | 19-2-1987 | 27-3-1990 | M.Sc., PGD | Punjab |
| 4. | Mr. Ilyas Shamim | 28-3-1990 | 12-5-1990 | M.Sc., | Punjab |
| 5. | Mr. F. K. Bandyal | 13-5-1990 | 30-5-1990 | M.A. | Punjab |
| 6. | Mr. Javed Burki | 31-5-1990 | 28-8-1990 | M.A., M.Sc., | Punjab |
| 7. | Maj. Gen. Shujaat Ali Bukharee | 29-8-1990 | to-date | M.Sc., PGD | Punjab |

جناب چیئرمین : سپلیمنٹری۔

سید فصیح اقبال : اس میں جنرل بخاری صاحب کا لکھا ہے یہ 86ء سے ہیں اور سوال میں یہ پوچھا گیا تھا کہ اب تک کتنے چیئرمین رہے ہیں۔ ایک تو پوری لسٹ نہیں ہے دوسری چیز یہ ہے کہ جنرل بخاری صاحب کو پھر لگا دیا گیا ہے تو کیا جب ان کا تبادلہ ہوا تھا تو وہ پولیٹیکل تھا یا وہ سٹیل کے ماہر ہیں۔

انجینئر اسلام نبی : پاکستان اسٹیل مل میں اب تک سات چیئرمین ہو چکے ہیں۔ سب سے پہلے سلیم عباس جیلانی صاحب تھے اس کے بعد ظفر اقبال صاحب آئے تھے۔ سب سے پہلے جنرل بخاری کی تقرری 87ء میں ہوئی تھی لیکن جب پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ آئی تو انہوں نے الیاس شمیم صاحب کو اپوائنٹ کر دیا۔ لیکن ان کو کچھ عرصے کے بعد ہٹا دیا گیا اور اس کے عارضی طور پر بندیال صاحب آئے اور جاوید برکی صاحب ٹمپریری طور پر آئے۔ اس کے بعد پھر جنرل بخاری صاحب آ گئے۔ پاکستان سٹیل کے چیئرمین کا تقرر وزیر اعظم صاحب کی طرف سے ہوتا ہے اور اس کے لئے جس کو مناسب سمجھتے ہیں وہ کر دیتے ہیں۔

جناب منظور احمد گچکی : جناب والا ! میں دوبارہ یہ پوچھنا چاہوں گا کیونکہ تقریباً اس وقت کوئی سات نام ہیں کچھ اور بھی ہیں کیونکہ لسٹ مکمل نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : 5 سال کے لئے انہوں نے پوچھا تھا' لاسٹ فائیو کا پوچھا تھا۔

جناب منظور احمد گچکی : جناب ! مجھے لسٹ میں کہیں بھی فرنٹیئر اور بلوچستان نظر نہیں آتا۔ کیا میں وزیر موصوف سے یہ پوچھ سکتا ہوں یہ پالیسی کب بنائی جائے گی کہ تمام صوبوں کو اتنے بڑے ادارے میں نمائندگی دی جائے۔

انجینئر اسلام نبی : اصل میں یہ پالیسی وزارت پیداوار کی طرف سے نہیں بنتی۔ یہ فیصلہ وزیر اعظم صاحب کی طرف سے ہوتا ہے اور جو بھی آدمی اس میں مناسب سمجھا جاتا ہے اس کی تقرری کر دی جاتی ہے۔

جناب چیئرمین : کوٹہ سسٹم نہیں ہے ؟

جناب منظور احمد گچکی : کوٹے کی بات نہیں کر رہا۔ میں سمجھتا ہوں ہر چیز کوٹے کی نہیں ہے۔ کیا ان دو تین صوبوں میں کوئی ایسا اہل آدمی نہیں ہے جن کو رکھا جائے۔ صرف ایک ہی صوبے سے کیوں لئے جائیں ؟ میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کوٹے کی بات نہیں ہے۔

انجینئر اسلام نبی : اس سلسلے میں میں کومنٹ نہیں کر سکتا۔ اس کا فیصلہ چونکہ وزیر اعظم صاحب کی طرف سے ہوتا ہے جس کو بہتر سمجھتے ہیں اس کی تقرری کر دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین : اہل ہوں گے لیکن جس کو زیادہ اہل سمجھا جاتا ہے اس کو لیا جاتا ہے۔

جناب منظور احمد گچکی : سارے ہیرے جواہرات تو وہیں پر ہیں۔

سید فصیح اقبال : منسٹری کی طرف سے جواب تو صحیح ہے لیکن یہ ہاؤس ہے۔ میں ان کے نوٹس میں لاتا ہوں کہ وزیر اعظم کے نوٹس میں لایا جائے ایسی جو کی جاب ہیں ان میں چاروں صوبوں کی نمائندگی ہونی چاہئے۔ چھوٹے یونٹس کی ری فلیکشن بھی ضروری ہے۔

**Mr. Chairman:** Anyother question ?

Next question 233.

**Mr. Chairman:** Supplementary question ?

233. ***Mr. Manzoor Ahmed Gichki:** Will the Minister for Food, Agriculture and Cooperatives be pleased to state :

(a) the number of bulldozers purchased or proposed to be purchased for Baluchistan under the grant from Government of Japan and the number of such bulldozers if any, in use in the province; and

(b) the names of officers who visited Japan in this connection indicating also the period of their stay in Japan ?

**Lt. Gen. (Retd.) Abdul Majid Malik:** (a) The number of bulldozers purchased for Baluchistan under KR-II Japanese Grant is as under:—

| Purchased in the year | No. of bulldozers |
|---|---|
| 1982-83 | 114 |
| 1986-87 | 86 |
| Total : | 200 |

In addition to the above the shipment of about 10 bulldozers is expected to be received in April-May, 1992. The total No. of bulldozers available in the Province is 295.

(b) The names of officers who visited Japan during 1982-83 and 1986-87 in this connection for two weeks duration on the expenses of suppliers are as under :—

1. Mir Humayun Khan Marri, Minister for Agriculture and Co-operatives Department, Government of Baluchistan.

2. Mr. Saeed Ahmed Hashmi, Minister for Agriculture and Co-operatives Department, Government of Baluchistan.

3. Mr. Saleem Murtaza, Secretary Agriculture and Co-operatives Department, Government of Baluchistan.

4. Mr. Abdul Aziz, Director, Agriculture Engineering, Baluchistan.

5. Mr. Qazi Muhammad Yaqoob, Agriculture Engineer, Agriculture Department.

6. Syed Saadat Hussain Naqvi, Agriculture Engineer, Agriculture Department.

7. Mr. Abdul Razzaq, Assistant Agriculture Engineer, Agriculture Department.

8. Mr. Saifullah Khan, Assistant Agriculture Engineer, Agriculture, Department.

9. Mr. Jamil Ahmed Rind, Assistant Agriculture Engineer, Agriculture Department.

10. Mr. Abdul Manan, Assistant Agriculture Engineer, Agriculture Department.

11. Mr. Mohammad Azam, Assistant Agriculture Engineer, Agriculture Department.

12. Mr. Mohammad Shah, Assistant Agriculture Engineer, Agriculture Department.

13. Mr. Taffzul Ahmed, Assistant Agriculture Engineer, Agriculture Department.

**Mr. Chairman:** Supplementary question ?

جناب منظور احمد گچکی : میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا بلوچستان جو رقبے کے لحاظ سے پاکستان کاون تھرڈ ہے یہ جو تعداد 200 بلڈوزر دی گئی ہے اور اب 10 عنایت کئے ہیں کیا یہ اتنے بڑے رقبے کے لئے کافی ہے۔ اگر کافی نہیں ہے تو دوسرے ملکوں سے جو ایڈ ملتی ہے خاص طور پر جاپان سے بلڈوزروں اور رگ کی تو حکومت یہ ایشورنس دے گی کہ اس صوبے کو رقبے کے لحاظ سے یہ چیزیں ملیں گی کیونکہ بلوچستان کو ان چیزوں کی بہت ضرورت ہے۔

چوہدری اسدالرحمان : جی ایشورنس دیتے ہیں۔ زیادہ کریں گے ابھی 100 بلڈوزر اور خریدنے کی بات ہو رہی ہے۔

جناب منظور احمد گچکی : 100 کہاں کے ہیں۔

چوہدری اسدالرحمان : جاپان کے ہیں۔

جناب منظور احمد گچکی : جاپان کے تو ہیں لیکن سو کہاں کے لئے ؟

چوہدری اسدالرحمان : بلوچستان کے لئے۔ ابھی بات چیت ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین : یہ آپ نے آپس میں سلسلہ شروع کر دیا ہے Please address to the Chair سید فصیح اقبال صاحب۔

سید فصیح اقبال : جناب ! انہوں نے 83-82 کی لسٹ مہیا کی ہے۔ یہ بڑا گیپ ہے اور جاپان کا جو گرانٹ ہے اس میں بلوچستان کا حصہ ناکافی ہے۔ دوسرا سب کو علم ہے بلوچستان میں پانی کی کمی ہے۔ یہ 86 بلڈوزر اس علاقے کے لئے peanuts ہیں کیونکہ مجھے علم ہے دوسرے صوبوں میں کوئی 400 بلڈوزر آئے ہیں۔ ٹھیک ہے ان کا رقبہ کاشت کے لئے ضروری ہے لیکن بلوچستان جو بالکل بارانی علاقہ ہے انڈر گراؤنڈ واٹر کے بغیر اس کی ترقی نہیں ہو سکتی۔ کم از کم 86ء سے 87ء تک 90ء تک حکومت کی غفلت رہی ہے تو بتائیں آئندہ پرانی کمی کو نئی گرانٹ میں پوا کیا جائے گا ؟

چوہدری اسدالرحمان : جناب والا ! 88ء کے بعد جو حکومتیں آئی ہیں ان سے ہمارا تعلق نہیں رہا۔ اب سو بلڈوزر اور خریدنے کے لئے بات چیت ہو رہی ہے اور انشاءاللہ تعالیٰ ان کو اب شکایت نہیں ہو گی۔

جناب چیئرمین: چلیں جی سوا ور آرہاہے۔ کوئی اور سوال ؟نہیں !اگلا سوال۔

234. ***Mr. Manzoor Ahmed Gichki:** Will the Minister for Planning and Development be pleased to state the total expenditure incurred on different studies carried out in Baluchistan through Federal Government directly or indirectly during the last five years indicating also the institutions benefitted therefrom and the work done on that basis ?

**Ch. Hamid Nasir Chattha:** A study titled "Integrated Valley Development Programme of Baluchistan" was carried out by the Energy Wing of the Planning Commission. It was completed in 1988. The estimated cost was Rs. 1.05 million.

The study envisaged integrated development in 23 selected valleys of Baluchistan, in Water, Electricity, Agriculture, Livestock, Industry, Education, Health Services, Communication, Forestry and Mineral sub-sectors. On completion of the study, it was presented to the Government of Baluchistan and they had owned the study. Based on this study concerned agencies in Government of Baluchistan have prepared PC-I for implementation.

**Mr. Chairman:** Supplementary question ?

جناب منظور احمد گچکی: یہ الیٹفیکشن کے لئے ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کا feasibility رپورٹ تیار کر لیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ feasibility رپورٹ 88ء سے بن رہی ہے اور یہ اب تیار ہو جائے گی اس کو امپلی منٹ کرنے کے لئے کتنا وقت لگے گا ؟

چوہدری نعیم حسین چیٹھہ: جناب والا !اس کی سٹڈی رپورٹ مکمل کر کے جس کی ساری تفصیل میرے پاس موجود ہے آنر یبل ممبر اگر چاہیں تو میں ایک کاپی پیش کر سکتا ہوں۔ اس کے بعد ہم نے صوبے کو سارے پراجیکٹ پوائنٹ آؤٹ کر دیئے ہیں اس کے بعد فنڈنگ اور عمل کرنا صوبے کا کام ہے اور خاص طور پر آج کل نیشنل فنانس کارپوریشن کے verdict دینے کے بعد اب صوبے کے پاس وافر فنڈز بھی موجود ہیں۔

So, the study is there, the base is there......

ہم نے انہیں پوائنٹ آؤٹ کیا۔ اب یہ صوبے کی ذمہ داری ہے کہ وہ کب اور کیسے اس پر عملدر آمد کرے گا۔

**Mr. Chairman:** Anyother question?

سید فصیح اقبال : Yes. Sir.

Sir. about the Integrated Valley Development Programme

اس میں انہوں نے 86ء لکھا ہے لیکن 85ء میں یہ ڈاکٹر محبوب الحق کے وقت میں سروے ہوا تھا لیکن بد قسمتی سے جب جارڈن کا ویلی ڈویلپمنٹ ڈیلی گیشن آیا تھا اس کو بلوچستان بھیجنے کے بجائے بہاولپور بھیج دیا گیا تھا۔ تو اس میں بات یہ ہے ویلی ڈویلپمنٹ کی وجہ سے گورنمنٹ نے فنڈ ریلیز نہیں کئے اس وجہ سے سارا بلوچستان اب تک بڑے اہم ڈویلپمنٹ پراجیکٹ سے محروم ہے۔ تو وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ یہ پیسہ سٹڈی کے لئے دیا ہے یا پراجیکٹ کے لئے دیا ہے۔

چوہدری نعیم حسین چٹھہ : نہیں جی ! وہ سارے پیسے سٹڈی کے لئے تھے اور تفصیل کے ساتھ جواب لکھا ہے۔ The study was so comkprehensive that it covered 23 valleys of Baluchistan and almost سارے بلوچستان میں کی گئی اور اس میں سارے شعبہ ہائے زندگی کو کور کیا اور بڑی تفصیل کے ساتھ اس پراجیکٹ اور ڈویلپمنٹ کے لئے پوائنٹ آؤٹ کیا گیا ہے۔

حافظ حسین احمد : جناب وزیر موصوف بیان فرمائیں گے ضلع چاغی میں پٹرول کی تلاش کے لئے انہوں نے کیا کچھ کیا ہے اور 65ء کے بعد جو تیل دریافت ہوا تھا اس کا کیا بنا ہے ؟

جناب چیئرمین : جی !اس کا جواب آپ کے پاس ہے۔

جناب نعیم حسین چٹھہ : نہیں جی !یہ اس میں cover نہیں ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں 'اس کے لئے آپ علیحدہ نوٹس دے دیں۔ وزیر پٹرولیم آپ کو اس کا جواب دے دیں گے۔

اگلا سوال 235 'عبداللہ شاہ صاحب !

235. ***Syed Abdullah Shah:** Will the Minister for Health be pleased to state :

(a) whether it is a fact that a Central Licensing Board has been set up under the Drugs Act, 1976, if so;

(b) the names, qualifications, place of Domicile and the date of appointment of the members of the Board ?

**Syed Tasneem Nawaz Gardezi:** (a) Yes. A Central Licensing Board has been set up under Section 5 of the Drugs Act, 1976.

(b) The names, qualification and the date of appointment of the members of the aforesaid Board are as per appendix.

جناب چیئرمین : کوئی ضمنی سوال نہیں ' اگلا سوال 236 ' بہرہ ور سعید صاحب !

236. ***Akhunzada Behrawar Saeed:** Will the Minister for Health be pleased to state whether the Health policy presently being finalized by the Government include most of the proposals given by the Special Committee of the Senate on the medicine sector on the improvements of drug administration, inspection service, Central Drug Laboratory and drug delivery system in Hospitals, if not its reasons ?

**Syed Tasneem Nawaz Gardezi:** Yes.

There are 3 sections working on Drug Administration in the Ministry of Health :—

(a) Its Section is dealing with Registration and licensing of the Manufactures.

(b) The 2nd Section deals with Quality Control.

(c) The 3rd Section is responsible for Drug Pricing.

The other aspects of Drug Administration dealing with jobs and expenses of Drug Administration are being taken up with Finance Division. Recently the process of inspection has been geared up and since January, 1991, 216 inspections have been carried out. Regarding Central Drug Laboratory there already exists Central Drug Laboratory at Karachi which is under the Administrative contral of Federal Government. As per requirement of Drugs Act 1976 an Appellate Laboratory is also functioning in National Institute of Health (NIH), Islamabad, and is performing the functions of the Appellate Laboratory. Recently this Laboratory has been equipped with the most modern equipment with the help of Japanese Government. The Drug Delivery System in hospital has been

streamlined. A purchase Committee has been set up in hospitals for the purchase of medicines. A National Formulary has been complied restricting the number of drugs up-to 350. The Federal Health Institutions have been directed to prescribe drugs included in the Formulary to avoid pilferage in the open market special packing with distinguished green colour and marking for, "Government use only" have been introduced in consultation with the supplying firms. As far as possible middle man has been avoided and tenders are called directly from manufacturers/original firms which has resulted in considerable economy.

**Akhunzada Behrawar Saeed:** Whether it is a fact that in reply to my question the remarks of the Standing Committee of Senate have only been reproduced, nothing new. Is it a fact ?

جناب چیئرمین : جی ! ہیلتھ ڈویژن کی طرف سے کون جواب دے رہا ہے ؟ چوہدری اسدالرحمان صاحب !

چوہدری اسدالرحمان : اس کے متعلق سوال کیا ہے ؟

جناب چیئرمین : سوال یہ ہے کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ وہ جو سٹڈی ہو رہی ہے یہ کیا ہے ؟

اخوانزادہ بہرہ ور سعید : میرا سوال یہ ہے کہ آپ نے ہمیں کوئی نئی چیز نہیں بتائی۔ حضور ! وہ تو وہی چیزیں بتائی ہیں جو کہ کمیٹی نے پوائنٹ آؤٹ کی تھیں۔ یہ جو چیزیں بتا رہے ہیں یہ rudimentary ہیں' یہ تو outdated ہیں۔ آپ مہربانی کر کے کسی نئی چیز کی طرف توجہ فرمائیے۔

چوہدری اسدالرحمان : ہمیں معلوم ہے کہ انہوں نے جو سفارشات دی ہیں بہت اچھی ہیں۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کی کمیٹی میں ہمارے وزیر صاحب اور ایکسپرٹ موجود تھے۔ اس لئے انہوں نے جو جو loopwholes pointed out کی ہیں' ان کے متعلق حکومت نے کافی ہدایات جاری کی ہیں' اور ان پر کام ہو رہا ہے۔ خاص طور پر جو انسٹیٹیوٹ ہے' لیبارٹری ہے' اس میں جاپان کی مدد سے کام ہو رہا ہے۔ یہاں جاپان کی مدد سے نیا equipment لگایا گیا ہے۔ inspections زیادہ کی گئی ہیں' panel of inspectors بنایا گیا ہے اور بہت سارے معاملات میں حکومت نے ان کی سفارشات منظور

کی ہیں لیکن باقی سفارشات کا جہاں تک تعلق ہے وہ نئے فنانسز finances سے ہے' ان کے متعلق فنانس ڈویژن سے بات چیت ہو رہی ہے۔

جہاں تک formally کا تعلق ہے' یہ تو informally بات ہے۔ formally کمیٹی کی جو رپورٹ ہے وہ محکمے کو نہیں بھیجی گئی ہے' کیونکہ ابھی تک ہاؤس نے adopt نہیں کی ہے۔ یہ سب informally ہے کیونکہ اس کمیٹی میں ہمارے ماہرین موجود تھے' اس لئے ان کی ہدایات پر عمل ہو رہا ہے اور جو جو خامیاں انہوں نے بتائی ہیں ان پر کارروائی ہو رہی ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : بہرہ ور سعید صاحب ! چلیں آپ پوچھ لیں۔

اخوانزدہ بہرہ ور سعید : میں جناب وزیر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ آپ کے پاس کوئی ایسی انڈسٹری ہے جو واقعی Drug کو ٹیسٹ کر سکے' کیا کوئی ایسی لیبارٹری ہے ؟ ایسا کوئی ورتھ وائل worthwhile ہے یا صرف eye washing ہے۔

چوہدری اسدالرحمان : جناب چیئرمین ! جناب چیئرمین ! یہاں اسلام آباد میں جو نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ہیلتھ ہے' وہاں پر 30 جولائی کو جو نیا equipment جاپان کی مدد سے لگایا گیا ہے'

and now this laboratory is very well equipped to analyse the drugs.

**Akhunzada Behrawar Saeed:** Who are in control of this laboratory ? We the Pakistanis who are all playing with the health of the people or the Japanese themselves ?

چوہدری اسدالرحمان : ظاہر ہے کہ یہ نیشنل انسٹی ٹیوٹ پاکستان کا ہے تو پاکستان کے کنٹرول میں ہی ہو گا۔ جاپان والے تو اسے کنٹرول نہیں کر رہے ہیں۔

**Akhunzada Behrawar Saeed:** Will the Minister be kind enough to have mercy on the health of the nation and appoint such persons who are really capable to deal with the drugs which require for the health of the people.

**Mr. Chairman:** Are you willing to have mercy on the health of the people ?

چوہدری اسدالرحمان : جناب والا ! بہرہ ور سعید صاحب پر ضرور رحم کیا جائے گا۔ ویسے جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ کون سی ایکسپرٹ ہیں جو یہاں پر نہیں ہیں جو نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ہیلتھ ہے' وہاں پر نیا equipment 30 جولائی کو لگایا گیا ہے جو بالکل ماڈرن ہے اور وہاں ' facilities are as good as anywhere else.

**Mr. Chairman:** Thank you. Fasieh Iqbal Sahib supplementary.

سید فصیح اقبال : جناب والا ! میں وزیر موصوف کے جواب کے حوالے سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہیلتھ پالیسی کب تک بن رہی ہے ؟ کیونکہ اس معاملے میں چھ ماہ سے متضاد اعلانات ہو رہے ہیں کہ یہ کابینہ میں منظور ہو گی اور پھر اس کا اعلان کیا جائے گا۔ جب ہیلتھ پالیسی آ جائے گی تو تب پتہ چل سکے گا کہ سینٹ کمیٹی کی سفارشات کو اس میں سمویا گیا ہے یا نہیں۔ اس میں عوام کی ضروریات کو شامل کیا گیا ہے یا نہیں۔ تو یہ ہیلتھ پالیسی کے بارے میں بتائیں کہ کب تک یہ تیار ہو جائے گی۔

چوہدری اسدالرحمان : جناب والا ! جہاں تک ہیلتھ پالیسی کا تعلق ہے' یہ تو ابھی فارمولیٹ ہو رہی ہے لیکن یہ بھی گزارش کروں گا کہ کمیٹی اپنی سفارشات کو باقاعدہ ہاؤس سے بھجوائے۔

سید فصیح اقبال : یہ بھجوادی ہے۔

اخوانزادہ بہرہ ور سعید : ضمنی سوال۔

جناب چیئرمین : دیکھیں جی ! کل فیصلہ ہوا تھا کہ تین سے زیادہ ضمنی سوال نہیں پوچھے جائیں گے۔

اخوانزادہ بہرہ ور سعید : میرا ضمنی سوال بھی انہی تینوں کا حصہ ہے۔

جناب چیئرمین : اچھا چلیں۔

**Akhunzada Behrawar Saeed:** Will the Minister be kind enough to ensure that the recommendations made by the Senate Committee will be incorporated in the Health Policy ?

چوہدری اسدالرحمان : جی' ہم assurance دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین : اگلا سوال 237۔

237. **Akhunzada Behrawar Saeed:** Will the Minister for Health be pleased to state :

(a) the name, grade, qualification and experience of the Drugs Controller indicating also the date of his appointment ; and

(b) whether it is a fact that the said post carries BPS-20 ; if so, other qualifications and experience required for the said post ?

**Syed Tasneem Nawaz Gardezi:** (a) The requisite information is annexed.

(b) The post of Deputy Director General (Pharmacy)/Drugs Controller was upgraded in BPS-20, its qualification and other conditions are being finalised in consultation with the Establishment Division and F.P.S.C., for inclusion in the Recruitment Rules.

**Annex**

| | |
|---|---|
| 1. Name : | Mr. Sabih Uddin Ahmad. |
| 2. Grade : | BPS-18 (Moveover to BPS-19). |
| 3. Qualification and experience on entry into government service : | M. Sc. (Chemistry) with 3 years experience in test and analysis or manufacture in drugs. |
| 4. Date of entry into government service and appointments held since then. | — Asstt. Drugs Controller, 3-7-1965 to November, 1973.<br>— Deputy Drugs Controller, July, 1973 to date.<br>— Holding current charge of the post of Deputy Director General (Pharmacy)/Drugs Controller, BPS-19 since 6th April, 1990. |

اخونزادہ بہرہ ور سعید : ضمنی سوال، جناب والا ! میری پہلی گزارش تو اس کے متعلق یہ ہے کہ 237، جو سوال میں نے بھیجا تھا، اگر اسے اجازت دیں تو میں اسے پڑھوں۔

جناب چیئرمین : جی پڑھیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : میرا سوال یہ تھا۔

237. "Will the Minister for Health and Social Welfare be pleased to state that many qualified officers are working under the Ministry of Health. If so why the following steps were taken during the last eighteen months :

(a) A low qualified third divisioner was given the additional current charge of Drug Controller;

(b) efforts were made to downgrade the post of Drug Controller from BPS-20 to BPS-19;

(c) Proposals were initiated to appoint him as Chairman by relaxing the qualification inspite of the fact that he was responsible from 1984 to 1989 for not initiating legal action for cancellation of drug manufacturing licence of M/s. Iphhaul and Pharamedic about which Inspection Panel of experts had reported adversely at dozen of times."

Sir, this is the question which I had submitted and the question now I find here is absolutely a changed one.

جناب چیئرمین : یہ انہوں نے change کیا ہے اور اس کی وجوہات بھی ہیں۔ آپ اس سلسلے میں مجھ سے discuss کر لیں۔ and we will see کہ یہ غلط کیا ہے یا صحیح کیا ہے ؟

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب والا ! یہ گلہ تو ہمیں پچھلی گورنمنٹ سے بھی تھا، وہ سوال بھی manufacture کر رہے تھے اور جواب بھی manufacture کر رہے تھے اور اگر یہ جراثیم یہاں بھی آ گئے ہیں تو پھر کس سے فریاد کریں ؟

جناب چیئرمین : discuss کر لیتے ہیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : discuss کا سوال نہیں، آخر یہ سوال کیوں تبدیل کیا گیا ہے ؟

My Questions 237 and 238 both have been changed.

جناب چیئرمین : discuss کر لیتے ہیں، آپ میرے پاس آ جائیں، اس کو سامنے رکھ لیتے ہیں اور دیکھ لیتے ہیں کہ اس کو چینج change کرنے کی کیا وجوہات ہیں۔ یہ ایسا کیوں کیا ہے۔ اگر رولز کے مطابق ان کا سٹینڈ ہے تو پھر تو ٹھیک ہے لیکن صحیح نہیں ہے تو آئندہ کے لئے ہدایات جاری کر دیتے ہیں۔

**Akhunzada Behrawar Saeed**: Sir, have they the right to change my Question ?

جناب چیئرمین : ہاں ! یہ ہوتا ہے۔ اگر کوئی سوال رولز کے مطابق نہیں ہے تو اسے رولز کے مطابق لانے کے لئے ایسا کیا جاتا ہے۔

**Akhunzada Behrawar Saeed**: To change it according to your desire.

جناب چیئرمین : وہ دیکھ لیں گے، کچھ ایسی چیزیں ہوتی ہیں کہ جو رولز کے مطابق اگر نہ ہوں تو ان کو amend suitably let us examine it. کر دیا جاتا ہے لیکن آپ کی بات صحیح ہے کہ ایسا نہیں کرنا چاہئے کہ سارا مفہوم ہی تبدیل کر دیا جائے یا غلط ہو جائے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب والا ! میرے دونوں سوالات جو ہیں 237 اور 238 have been completely changed, deliberately.

جناب چیئرمین : آپ آ جائیں۔ we will examine it. اس پر آپ کوئی ضمنی سوال پوچھیں گے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب ! میں ان پر کیا ضمنی سوال پوچھوں گا۔ میرے دونوں سوال تبدیل کر دیئے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین : یعنی آپ کے پاس جو انفارمیشن ہے اس کے مطابق ضمنی سوال پوچھ لیں۔ مقصد تو آپ کا یہ ہے کہ آپ کوئی چیز سامنے لانا چاہتے ہیں۔ اگر یہ اس طرح سامنے نہیں آئی تو آپ ضمنی سوال پوچھ لیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب والا ! میں ضمنی سوال کیسے پوچھ لوں۔ میرے سوال کا جواب دیں تو میں ضمنی سوال پوچھوں گا۔ میرے سوال کا تو جواب ہی نہیں دیا گیا۔

جناب چیئرمین : اچھا جی، او کے، اگلا سوال، 238۔

238. **Akhunzada Behrawar Saeed:** Will the Minister for Health be pleased to state whether it is a fact that the Special Committee of Senate on Medicine Sector has highlighted continued apathy and negligence in dealing with the problem of expired and sub-standard drugs and standarizing drug delivery system. If so details of measures taken by the Government during last 5 months to plug the loopholes pointed out by the Special Committee in its report of March 1991 ?

**Syed Tasneem Nawaz Gardezi:** Special Committee of Senate on Medicine Sector has highlighted in its report some problems of expired, substandard drugs and Drug Delivery System. Ministry of Health has been very actively tackling these issues of substandard and expired drug and to improve the Drug Delivery System. Following measures have been taken by the Ministry of Health to solve the problems :—

(i) Strict Actions by the Central Licensing and Registration Board were taken like prosecution and cancellation of Drug Manufacturing License and Drug Registration. Actions taken are given in Appendix I.

(ii) In order to cope up with the immediate and increasing needs of the testing/analysis of the drugs, a most modern and well equipped testing facility has been established at the National Institute of Health with the Japanese Co-operation.

(iii) High level inspection panels consisting of one member from Central Licensing and Registration Board (CL & RB) Federal Inspector of Drugs of the Area and Assistant Drugs Controller have been constituted to inspect the pharmaceutical manufacturing units. The frequency of such inspections by these panels have been increased. Approximately 216 inspections of pharmaceutical units, government Hospital and Chemists shops have been conducted by these panels, alongwith the quality control officers from January to-date 1991.

(iv) Three firms have been blacklisted for future Government supplies for importing and supplying substandard stocks to the Government Institutions.

(v) All the hospitals under the control of Federal Government have been advised to have proper pharmacy services under

the direct and active supervision of pharmacists to ensure an effective and safe drug delivery system and to avoid undesirable mishaps of dispensing of substandard/expired drugs.

(vi) All the hospitals under the control of Federal Government have been directed to get all the drug supplies tested from government laboratories to ensure the quality of drugs, used in the hospitals and three months before the expiry date the drug will be replaced by the supplier.

**Appendix-I**

ACTION TAKEN BY THE CENTRAL LICENSING AND REGISTRATION BOARD FROM JAN., 1989 TO AUGUST 1991.

| | |
|---|---|
| — Prosecutions in the Drug Court. | 20 |
| — Cancellation of drug manufacturing license. | 12 |
| — Suspension of drug manufacturing license. | 9 |
| — Cancellation of Drug Registration. | 21 |
| — Suspension of Drug Registration. | 5 |
| — Firms Blacklisted. | 3 |
| — Warning. | 5 |
| — Destructions. | 13 |
| — Case referred to FIA for further investigation. | 8 |
| — Un-licensed manufacturing units unearthen. | 3 |
| — Inspections conducted. | 542 |

(Last 2-1/2 years).

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب والا ! وہ بھی یہی چیز ہے۔

جناب چیئرمین : تو ان دونوں کو دیکھ لیتے ہیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : تو یہ ڈیفر کرتے ہیں یا کیا کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین : دیکھیں نا ! اصول یہ ہوتا ہے کہ ایک تو یہ چیز ہو کہ سوال 150 الفاظ سے زیادہ کا نہ ہو۔ دوسرے سوال میں arguments اور inferences نہ ہوں۔ آپ سیدھی انفارمیشن مانگیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : میں سمجھتا ہوں ' میرے سوال بالکل ٹھیک ہیں ' میں اتنا سمجھتا ہوں۔

جناب چیئرمین : بالکل ٹھیک ہے 'صحیح ہے۔ اگلا سوال۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : تو کیا مجھے اتنا حق نہیں ہے کہ میں through Chair یہ پوچھ لوں why an attempt has been made to change the question to suit their answer.

جناب چیئرمین : اس کو میں آپ کے ساتھ ڈسکس discuss کر کے دیکھ لوں گا۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : ان کے سیکرٹریٹ نے کیا ہے۔
why have this attempt been made ?

جناب چیئرمین : میں آپ سے discuss کر کے اس کو دیکھ لوں گا کہ یہ صحیح کیا ہے یا غلط کیا ہے۔
We will look into this.

**Akhunzada Behrawar Saeed:** So these are deferred, Sir?

جناب چیئرمین : not deferred سوال تو سامنے آگیا ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جواب آگیا ہے تو again I have no right to put a supplementary to this answer?

جناب چیئرمین : تو آپ پوچھیں نا ! یہ جو آپ کے پاس انفارمیشن ہے اس کے مطابق پوچھیں نا !

اخونزادہ بہرہ ور سعید : اچھا جی ! ایک بات بتائیں کہ یہ جو آفیسر ہے یہ Third Divisioner ہے کہ نہیں ؟

Is he qualified according to the rules ?

جناب چیئرمین : کون سا آفیسر ؟

**Akhunzada Behrawar Saeed:** "A low qualified third divisioner was given the additional current charge of drug controller."

جناب چیئرمین : جی ! تو کیا کسی ڈرگ کنٹرولر کو ایڈیشنل چارج دیا ہے ؟

**Akhunzada Behrawar Saeed:** Is the present Drug Controller a third divisioner ?

جناب چیئرمین : دوسرا یہ third divisioner ہے یا نہیں ؟

چوہدری اسد الرحمٰن : جناب ! جہاں تک ڈرگ کنٹرولر کی پوسٹ کا تعلق ہے وہ ابھی باقاعدہ طور پر fill نہیں ہوئی ہے' یہ senior most ڈپٹی ڈائریکٹر تھے جن کو ڈرگ کنٹرولر کا عارضی چارج دیا گیا ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جس کو........................ آپ نے upgrade کیا گیا'

جناب چیئرمین : تو آپ کے مطابق third divisioner qualified نہیں ہوتا ہے ؟

اخونزادہ بہرہ ور سعید : ہرگز نہیں ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین : ان کے مطابق third divisioner qualified ہی نہیں ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: اس گریڈ کو نیچے کر کے اس کے لیول پر لایا گیا ہے۔

چوہدری اسد الرحمٰن : جہاں تک ڈرگ کنٹرولر کی پوسٹ کا تعلق ہے' اس کے متعلق جو کرائی ٹیریا یا qualifications ہے' وہ ابھی فیڈرل پبلک سروس کمیشن نے اور اسٹیبلشمنٹ ڈویژن نے lay کرنی ہیں۔ اس کے بارے میں وزارت ہیلتھ نے اپنی سفارشات بھیج دی ہیں لیکن finalize فیڈرل پبلک سروس کمیشن اور اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کریں گے۔ لیکن اس کے مطابق یہ پوسٹ ابھی تک فل نہیں ہوئی ہے۔ کیونکہ اس وقت یہ عارضی چارج دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین : وہ کہتے ہیں کہ additional charge کسی کو دیا ہے۔

چوہدری اسد الرحمٰن : جی ہاں ایڈیشنل چارج دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین : اور وہ کوالیفائڈ نہیں ہے ان کے مطابق.....

چوہدری اسد الرحمٰن : وہ senior most ڈپٹی ڈرگ کنٹرولر.....

(مداخلت)

چوہدری اسد الرحمٰن : وہ ڈپٹی ڈرگ کنٹرولرز میں senior most تھے اس لئے ان کو عارضی چارج دیا گیا تھا.................

جناب چیئرمین : ان کا مطلب یہ ہے کہ یہ ایک بڑی sensitive چیز ہے اور ایک

ان کے مطابق تھرڈ ڈویژن ہے جو کوالیفائیڈ نہیں ہے اس کو لگا دیا ہے اور اگر ڈرگ کی testing کی بات ہے اور ایسی کوئی کوالیفیکیشن ہے تو پھر ان کی بات کو importance دینی چاہیے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : ضمنی سوال جناب۔ کیا اس سے قبل پاکستان میں ڈرگ کنٹرولر کا تقرر نہیں ہوا تھا ' کوالی فائیڈ ' تو ایسے ہوا جناب کہ وہ کیپڑا سوٹ نہیں کرتا تو اس کی ٹانگیں کاٹ دو تا کہ کپڑا سوٹ کرے۔

جناب چیئرمین : جی جناب وزیر صاحب !

چوہدری اسدالرحمٰن : جہاں تک ڈرگ کنٹرولر کی پوسٹ کا تعلق ہے سب سے پہلے یہ پوسٹ 1964ء میں create کی گئی۔ اس کے بعد 1972ء میں اس کو اپ گریڈ کر کے BPS-19 میں کیا گیا۔ 1986ء سے اس کو اپ گریڈ کر کے BPS-20 میں کیا گیا ہے لیکن اس وقت سے اب تک جیسے میں نے عرض کیا ہے اس کے متعلق کوئی کوالیفکیشن ' فیڈرل پبلک سروس کمیشن نے یا اسٹیبلشمنٹ ڈویژن نے طے نہیں کیں وہ ابھی طے ہو رہی ہیں۔ لیکن اس وقت سے اب تک تین آدمی اس پر رہے ہیں۔ ایک ڈاکٹر انعام اللہ ' جو 86ء سے 87ء تک رہے اور جو ڈاکٹر سمیع ہیں جو اس وقت بھی ہیں انہوں نے عارضی طور پہ انہوں نے 1987ء سے لے کر 1988ء تک اس پوسٹ کو hold کیا۔ پھر ڈاکٹر زیڈ اے جان رہے 1988ء سے لے کر 1990ء تک ' وہ چیئرمین کوالٹی کنٹرول بورڈ بھی تھے۔ اب وہ بھی BPS-19 میں تھے۔ اب ان کے جانے کے بعد یہ عارضی طور پر چارج ان کے پاس ہے مسٹر سمیع کے پاس۔ ان کے پاس پہلے بھی یہ چارج رہا ہے۔ 87ء سے لے کر 88ء تک ' اس لئے کہ اس وقت senior most ڈپٹی ڈرگ کنٹرولر ہیں اس لئے ان کو چارج دیا گیا۔ نہ ان کو اپ گریڈ کیا گیا اور نہ ہی ان کی یہ formally تقرری ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : ان کو آپ نے اپ گریڈ کیا یا پوسٹ کو ڈی گریڈ کیا ؟

چوہدری اسدالرحمٰن : نہیں۔ نہ پوسٹ کو ڈی گریڈ کیا گیا ہے نہ اس کو اپ گریڈ کیا گیا He is holding only additional charge عارضی طور پہ کیونکہ He is the senior most Deputy Drug Controller.

اخونزادہ بہرہ ور سعید : چلو چلو جی اس کو معاف کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین : نہیں آپ کا مطلب یہ ہے کہ یہ جو شخص ہے یہ تھرڈ ڈویژن ہیں ؟

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جی ہاں۔

جناب چیئرمین : تو یہ تھرڈ ڈویژن نہیں لگ سکتے اس پوسٹ پہ ، چیک کر لیں according to him this gentleman is a third divisioner. اور یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ نہیں لگ سکتا تو ایسی کوئی کوالیفکیشن ہے تو یہ دیکھ لیں اگر کوئی ایسی کوالیفیکیشن ہے تو پھر you should take notice of this. کہ بھئی ایسا کیوں ہوا ؟

چوہدری اسد الرحمٰن : ٹھیک ہے جی۔

جناب چیئرمین : جی اگلا سوال نمبر 238۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : عرض کی ہے جناب کہ وہ بھی change کیا گیا ہے۔ میرے ساتھ تو ظلم ہی ظلم ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین : اچھا نہیں نہیں we will look into this. I agree with you. کہ سوال کا مفہوم جو ہے وہ نہیں بدلنا چاہئے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : ایسے ایسے مسئلے پہ کہ قوم کی ہیلتھ کا مسئلہ ہے اس کے ساتھ یہ قتل عام اور ظلم ہو رہا ہے کہاں فریاد کروں ؟

جناب چیئرمین : صحیح بات ہے ٹھیک ہے۔

اگلا سوال نمبر 239 اقبال حیدر صاحب !

جناب چیئرمین : اگلا سوال نمبر 240۔

جناب چیئرمین : ضمنی سوال۔

جناب شہزاد گل : سر ! اس کا تو جواب ہی نہیں آیا۔ یہ لکھ دیا کہ متعلقہ ایجنسیوں سے معلومات اکٹھی کر رہے ہیں جیسے اور جب یہ موصول ہوئیں اس ایوان میں پیش کر دیا جائے گا۔

جناب چیئرمین : یہ تو جواب نہیں ہے ناں ........... کون مجید ملک صاحب کے ایماء پر جواب دے رہا ہے ........... وزیر صاحب بھی تو نہیں ہیں ناں مصیبت یہ ہے ........... وہ پوپ کو ملنے گئے ہیں۔ جی ! ان کی جانب سے ہے کوئی ؟ جی چوہدری اسد صاحب۔

جناب شہزاد گل : جناب جب انفارمیشن آئے گی تو تب جناب اس کو ڈیفر کر دیں۔

**Mr. Chairman:** Why the Ministry is taking so long to reply to the questions by the Senate, we give you at least 13 days notice and I think in 13 days the Ministry can.

چوہدری اسد الرحمٰن : جی ! اصل میں جناب بات یہ ہے کہ 239 نمبر جو ہے..................

جناب چیئرمین : نہیں 240 نمبر۔

چوہدری اسد الرحمٰن : اچھا 240 نمبر کے متعلق ! توجناب والا ! یہ سوال جو ہے اس کے بارے میں ہماری منسٹری کی contention یہ تھی کہ یہ وزارت پیداوار سے متعلق ہے۔ تو یہ شاید اب اس وزارت کو بھیج دیا گیا ہو جہاں تک میری اطلاع ہے۔

جناب چیئرمین : اگر یہ بات ہے تو پھر مناسب ہے۔

چوہدری اسد الرحمٰن : سوال (a) دیکھ لیں۔

"whether it is a fact that the *ex*-Mill rate including transport fare charges of different Fertilizers such as Ammonium Nitrate," وغیرہ prices so this is concerning the Ministry of Production. اور اس کی

جو fertilizer ہے، وہ تو ہم باہر سے امپورٹ کرتے ہیں اور اس کی ڈسٹری بیوشن کرتے ہیں۔

جناب شہزاد گل : جناب ! اس کو ڈیفر کریں۔ جب جواب آئے گا تو دیکھیں گے۔

جناب چیئرمین : پہلے چیک کر لینے دیں...........جی بہرہ ور سعید صاحب !

اخوانزدہ بہرہ ور سعید : جناب ! میری گزارش یہ ہے کہ جب وزیر صاحب جواب دیتے ہیں تو اس میں لفظ شاید نہیں ہونا چاہئے۔

He must be certain.

**Mr. Chairman:** You are right.

**Akhunzada Behrawar Saeed:** Sure and certain.

**Mr. Chairman:** Absolutely right. That brings us to the end of the Question Hour.

جناب شہزاد گل : یہ سوال نمبر 240 ڈیفر ہو گیا ہے جناب ؟

جناب چیئرمین : جی ! اس کا جواب نہیں آیا اور اب وزیر صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کا جواب اس لئے نہیں آیا کہ یہ پروڈکشن کے بارے میں ہے۔ تو اگر یہ جواب ہے تو بات مناسب ہے لیکن

Otherwise I would not expect the Ministers to take this stand, on the contrary I would expect them to pull up their Ministries because we must have the answers within the time which is sufficient and we need correct and accurate answers and I would expect the Ministers to take note of this.

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین : جناب ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر 13ر تا 17ر نومبر 91ء اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے۔ اس لئے انہوں نے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب گلزار احمد خان : پوائنٹ آف آرڈر جناب ! اس دن courtesy کی بات ہو رہی تھی۔ اشتیاق اظہر کے پریویلج موشن پر، تو میں نے کچھ عرض کی تھی تو آپ نے کہا تھا کہ پریویلج موشن پیش کریں۔ تین چار دن ہوئے جناب میں نے ایک پریویلج موشن پیش کیا ہوا ہے۔ اس میں صرف courtesy نہیں ہے بلکہ ایک انکم ٹیکس آفیسر صاحب بلاوجہ اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے مجھے گھسیٹنے کی کوشش کر رہے ہیں حالانکہ میں assessee ہوں ڈیرہ اسمٰعیل خان کا۔

جناب چیئرمین : نہیں تو کیا انکم ٹیکس افسر کو یہ اختیار نہیں ہے کہ نوٹس دے آپ کو۔

جناب گلزار احمد خان : نوٹس دے۔ میں نے ان کو request کی ہے میں جو عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں نے اپنے فارم پر request لکھ کر ان کو بھیجی ہے کہ میں سینٹ میں مصروف ہوں جب تک یہ سیشن ہے آپ مہربانی کر کے ............... سینٹ کے ایڈریس پر بھی مجھے نوٹس بھیج دیا کسی سورت میں بھی پھر میرے پاس پیش ہوں۔

**Mr. Chairman:** It is under process.

یہ ہم دیکھ لیں گے کہ ایسی کوئی انہوں نے غیر قانونی حرکت کی ہے۔

You must recognize that the privilege motion means that against the law somebody should prevent you from participating in the proceedings of this House.

**Mr. Gulzar Ahmad Khan:** That is right, that is what I am saying, Sir.

جناب چیئرمین : اگر اس کو اختیار ہے تو وہ کیا کرے۔ بہر حال میں اس کو دیکھ لوں گا ابھی میں نے دیکھا نہیں I don't want to make comment on this

جناب گلزار احمد خان : فائل منگوائی جائے اس کو دیکھا جائے۔ اس نے مجھے کل بھی call کیا ہے۔

جناب چیئرمین : وہ under process ہے۔ we will examine it

(ایڈجرنمنٹ موشن) آج ایک ایڈجرنمنٹ موشن رکھا ہوا ہے for detailed discussions

سید اقبال حیدر : اس کو پہلے لے لیں۔

جناب چیئرمین : اس کو میں لینے کو تیار ہوں۔

But then are the members prepared to suspend as far as the adjournment motions of today are concerned.

## ADJOURNMENT MOTIONS

### (i) *RE:* REPORTED ISRAELI AND INDIAN THREATS AGAINST PAKISTAN ATOMIC INSTALLATIONS

**Mr. Chairman:** So we will take the adjournment motions as they are. I will first take up adjournment motion No. 25 — Ishtiaq Azhar Sahib.

**Syed Ishtiaq Azhar:** This House taking a grave view of the reported Israeli and Indian threats against the Pakistan Atomic installations, inspite of the exchange of treaty between Pakistan and India of not attacking each others atomic installations, threats which have become public knowledge the presence of known Israeli agents in occupied Kashmir, hereby suspend its normal business to consider this grave situation and hear from the members their views on how best the

nation should proceed in the direction of protecting itself against possible attacks on Pakistani atomic installations by Indo-Israeli agents.

**Mr. Chairman:** Is it being opposed ?

**Mr. Siddique Kanju:** Opposed.

**Mr. Chairman:** It is being opposed. Before I ask the honourable member to express his views on this adjournment motion I would like to warmly welcome His Highness Khaish Bin Tariq from Omman who is here with his five member delegation, we all welcome him to the Pakistan Senate.

(thumping of the desks)

**Mr. Chairman:** Yes Ishtiaq Azhar Sahib would you like to say something on your adjournment motion ?

سید اشتیاق اظہر: جی ہاں ! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان حال ہی میں یہ سمجھوتہ ہوا تھا کہ ایک دوسرے کی ایٹمی تنصیبات پر حملے نہیں کئے جائیں گے۔ اس سمجھوتے کی روشنی میں یہ خبر کہ اسرائیلی agents مقبوضہ کشمیر میں موجود ہیں اور وہ ہمارے ایٹمی تنصیبات پر حملے کا پلان بنا رہے ہیں۔ دو ایک مرتبہ جو اطلاعات آئی ہیں کہ حملے کی کوشش کی گئی لیکن ہماری ایئر فورس کی Actual و جیلنس نے اس کو ناکام بنا دیا۔ یہ خبر اپنی جگہ بذات خود بڑی اہم ہے اور اس کو بہت خطرہ ہے۔ اس خطرے کے پیش نظر میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان سے رجوع کیا جائے اور پوچھا جائے کہ کیا یہ خبریں درست ہیں۔

**Mr. Chairman:** Thank you, yes, Minister of State for Foreign Affairs.

**Mr. Siddique Kanju:** Sir, I also thank the honourable Senator for bringing this adjournment motion to this House. I fully share his concern. Since eighty-five reports have off and on appeared in the national as well as international press about possible attacks on Pakistan Nuclear facilities specially at the reactor at Kahuta. These reports have also hinted about the possibilities of collusion between Israel and India in this regard. Sir, the Government of Pakistan and

India has signed an agreement in 1988 on the prohibition of attack against each others nuclear facilities, however, the Government of Pakistan is fully alive to the possibility of any attack on our nuclear facilities and has taken the necessary precautionary measures in this regard. I take this opportunity Sir, to reiterate that Pakistan would consider any attack on its nuclear installations an act of war and would deal with it accordingly Sir. Our nuclear programme is entirely for peaceful purposes and we intend to defend it against any aggression from any quarter. With this explanation Sir, I would request the honourable Senator not to press the adjournment motion.

**Syed Ishtiaq Azhar:** I don't press it.

**Mr. Chairman:** Thank you, not pressed. Next adjournment motions are *i.e.*, Nos. 36, 46, 47, 49, in the names of Senator Dr. Bisharat Elahi, Prof. Khurshid Ahmed on the situation arising out of the arms clashes between Pakistan and Indian forces in Poonch sector and Azad Kashmir.

**Dr. Bisharat Elahi Sahib.**

## (ii) RE: DEPLOYMENT OF ARMED FORCES BY INDIAN ARMY ALONG THE BORDER OF RAJASTAN

**Dr. Bisharat Elahi:** Thank you Mr. Chairman Sir. Before I read out the adjournment motion, I would like to state that this was submitted to your Secretariat about in middle of August and received by the Secretariat on the 20th of August and in other words three months have passed since this adjournment motion has come up for discussion, perhaps the situation on the ground has changed very much and nevertheless I shall read it out. Respectfully I beg to request that the House be adjourned to discuss the grave situation along the Rajastan sector of our border with India as a consequence of :—

(i) deployment of four divisions of the Indian Army equipped with the latest weapons of destruction and are reported to be fortifying their position along our borders.

(ii) increased activity of the Indian Air Force planes has been reported in this area.

(iii) An "Irrigation Canal" is being dug and a 10 feet wide barbed wire fence is being erected along the border.

**Mr. Chairman:** Actually this matter was dealt with by Syed Ghous Ali Shah, the Defence Minsiter who has asked for leave of the House because he has to attend an important meeting but I am sure Mr. Kanju can make a statement that the Government is fully alive to the situation and will take appropriate steps when needed.

**Mr. Saddique Kanju:** Yes, I am grateful and the Defence Minister was here earlier before you arrived and he had some very important meeting and I think it will be in proper shape if this is deferred as such but we are reiterating our stand that we are very alive to all the developments on Pakistan borders, and if he wants further satisfaction then it should be taken up when the Defence Minister will be present.

**Mr. Chairman:** Dr. Bisharat Elahi.

**Dr. Bisharat Elahi:** As I said earlier Mr. Chairman that it is about three months since this was sent to the Senate Secretariat.

**Mr. Chairman:** You know we did not have a session during this period.

**Dr. Bisharat Elahi:** Yes, we did not have a session and that is another reason why we should have our sessions more frequently because these are things which are to be discussed but as I said that the situation on the ground probably has ceased by now............

**Mr. Chairman:** And also in the light of the Minister's statement that they are fully alive to the situation on the borders and they will take appropriate steps if necessary and every inch of Pakistan's territory is sacred and we will defend it no matter what the cost.

**Dr. Bisharat Elahi:** I hope they already have taken appropriate steps.

**Mr. Chairman:** So, in the light of the Minister's statement this is disposed off as not pressed. Nex Adjournment Motion No. 87.

### (iii) *RE:* ALLEGED DISCLOSURE OF IRREGULARITIES IN THE SALE OF PIA TICKETS

حافظ حسین احمد : تحریک التواء روزنامہ پاکستان لاہور' 24 اگست 1991ء کے مطابق کوئٹہ میں پی آئی اے کی ٹکٹوں کی فروخت میں بے قاعدگیوں کا انکشاف ہوا ہے۔

کوئٹہ میں کسی بھی فلائٹ کے لئے عوام کو سیٹیں دستیاب نہیں ہیں۔ اس عوامی مسئلے پر بحث کے لئے ایوان کی کارروائی ملتوی کر کے بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین : حافظ صاحب! وزیر دفاع صاحب کی درخواست ہے کہ آج یہ تحریک التواء نہ لی جائے کیونکہ آج وہ مصروف ہیں امریکہ سے جو آئے ہوئے ہیں۔ سیکریٹری آف سٹیٹ، انڈر سیکریٹری ان کے ساتھ تو اس کو اگر آپ اجازت دیں تو ڈیفر کر دیا جائے۔

حافظ حسین احمد : ٹھیک ہے جی ڈیفر کر دیں۔

جناب چیئرمین : کل چونکہ اجلاس نہیں ہو رہا تو یہ پرسوں کے لئے رکھ لیتے ہیں۔ نیکسٹ بھی حافظ صاحب کی ہے پی آئی اے کے بارے میں وہ بھی پرسوں لے لیں گے۔

That brings us to the end of the adjournment motions. Now we take the item *i.e.*, discussion on the adjournment motion regarding alleged attack on journalist.

## POINT OF ORDER *RE:* REPORTS OF THE COUNCIL OF ISLAMIC IDEOLOGY

حافظ حسین احمد : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! میں نہیں سمجھ رہا کہ آپ حضرات اسلامی نظریاتی کونسل سے کیوں جان بچانا چاہتے ہیں۔ جہاں تک اسلامی نظریاتی کونسل کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ 1962ء سے یہ ادارہ قائم ہوا ہے اور اس وقت اس نے اسلامی احکامات کے متعلق دفاتر کے دفاتر نہ صرف مرتب کئے ہیں بلکہ کتابی صورت میں بھی انہیں مرتب کر کے رکھا ہے۔ جنرل ضیاء الحق مرحوم کے دور میں ظفر احمد انصاری کمیشن قائم کیا گیا تھا تاکہ ان قوانین کو دفعہ وار قانونی زبان دی جائے اور انہوں نے بھی 5، 6 سال محنت کر کے وہ سب کچھ کر لیا ہے لیکن میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ جناب آئین کی دفعہ 230 میں اسلامی نظریاتی کونسل کے کارہائے منصبی، اس میں "د" میں کہا گیا ہے کہ مجلس شوریٰ پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کی رہنمائی کے لئے اسلام کے ایسے احکام کی موزوں شکل میں تدوین کرنا جنہیں قانونی طور پر نافذ کیا جا سکے۔

جہاں تک بحث کا تعلق ہے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ صرف مسئلہ بحث کا نہیں ہے بلکہ حکومت کی ذمہ داری ہے اور آئین کی رو سے حکومت اس کی پابند ہے کہ ایک سال کے اندر اسے قانونی طور پر نافذ العمل کیا جائے اور جناب اسی طرح اسلامی نظریاتی کونسل اپنے تقرر کے سات سال کے اندر اپنی حتمی رپورٹ پیش کرے گی اور سالانہ عبوری رپورٹ پیش کرے گی۔ یہ رپورٹ خواہ عبوری ہو یا حتمی، موصولی سے 6 ماہ کے اندر دونوں ایوانوں اور ہر صوبائی اسمبلی کے سامنے برائے بحث پیش کی جائے گی اور مجلس شوریٰ پارلیمنٹ اور اسمبلی رپورٹ پر غور و خوض کرنے کے بعد حتمی رپورٹ کے بعد دو سال کی مدت کے اندر اس کی نسبت قانون وضع کرے گی۔

جناب ! میرا سوال یہ ہے کہ کیا 1962ء سے لے کر ایک دفعہ بھی اسلامی نظریاتی کونسل کی جو سفارشات ہیں انہیں اس انداز میں قانونی طور پر لیا گیا ہے۔ آج بھی آپ کے اس ایجنڈے پر بڑی مشکل سے آپ نے چند ایسی چیزیں جن کو شاید حکومت بے ضرر سمجھتی ہے لائی گئی ہیں۔ لیکن ان پر بھی آپ بحث ملتوی کر دیں گے تو ان پر قانون سازی کب ہو گی۔

<u>جناب چیئرمین :</u> یہ تو جی آپ پر منحصر ہے۔ ممبران نے کہا تھا کہ ان پر بحث ملتوی کریں۔

<u>حافظ حسین احمد :</u> جناب ! یہ ہم پر منحصر نہیں ہے۔ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے اور ہم یہاں آپ کو قانونی نکات کا حوالہ دے رہے ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ زیادتی ہے۔ 1962ء سے اسلامی نظریاتی کونسل میں تمام مکاتب فکر کے علماء ہیں ان کے اجلاس ہوتے ہیں حکومت کا پیسہ خرچ ہوتا ہے۔ انہوں نے رپورٹیں مرتب کی ہیں دفاتر کے دفاتر بنائے گئے ہیں لیکن آج تک اس پر قانون سازی نہیں ہوتی ہے اور ہمیں کہا جاتا ہے کہ جی ہمارے پاس اسلامی قانون کہیں نہیں تو میں گزارش کروں گا کہ آپ اس ایجنڈے کو اسی طرح چلائیں۔

<u>جناب چیئرمین :</u> دیکھئے ! آج وہ دو گھنٹے کے لئے فکس ہو گیا ہے۔ تو وہ دو گھنٹے تو آپ کو دینے پڑیں گے کیونکہ آپ کی تحریک التواء کے لئے آپ نے دو گھنٹے فکس کر دیئے ہیں۔

حافظ حسین احمد : بہرحال جی آپ نے یہ ایجنڈے پر رکھی ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین : نہیں، نہیں۔ ممبران کی مرضی سے رکھا تھا۔ میں نے خود تو نہیں رکھا تھا۔

سید اشتیاق اظہر : اسلامی نظریاتی کونسل کی جو تجاویز ہیں ان پر ضرور غور ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین : ضرور کریں گے انشاء اللہ ! اور اس میں ایک پیشرفت یہ ہوئی ہے کہ ہاؤس نے ایک سپیشل کمیٹی بنا دی تھی جس نے یہ ساری رپورٹیں جو اسلامی نظریاتی کونسل کی تھیں ان پر مفصل غور وخوض کر کے رپورٹس بنائی ہیں۔ اب جو آج ایجنڈے پر تھیں وہ ان کی سپیشل رپورٹس تھیں اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹس پر تو کمیٹی بن چکی ہے۔

حافظ حسین احمد : جناب چیئرمین ! یہ تو اور زیادتی ہوئی۔ آپ تو اپنی کمیٹی کی رپورٹ پر جس کی اس وقت کوئی آئینی حیثیت نہیں ہے جبکہ میں نے آپ کے دستور کے جو دفعات پڑھے ہیں اس میں آئینی طور پر ہم اور آپ حکومت اور دونوں ایوان اور چاروں صوبائی اسمبلیاں اس کی پابند ہیں کہ وہ چھ ماہ کے اندر اس پر بحث کریں اور دو سال کے اندر جتنی بھی رپورٹیں پیش ہوئی ہیں اور ان پر بحث ہو چکی ہے ان پر قانون سازی کی جائے۔

جناب چیئرمین : وہ اس طرح ہوا تھا وہ بحث کے لئے جب آئیں تو ایوان نے محسوس کیا اس کو کمیٹی بنا کر دوبارہ ایوان کے اندر لایا جائے تاکہ اس کی فکر جو ہے وہ پھر ایک کرسٹلائزڈ فارم میں ایوان کے سامنے آ جائے گی۔

حافظ حسین احمد : جناب ! آپ اس کمیٹی کے فیصلے کے لئے کتنی کمیٹیاں بنا چکے ہیں۔ جو کام حکومت نہیں کرنا چاہتی اسے کمیٹیوں کے سپرد کر دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین : بہرحال یہ ایوان کی کمیٹی تھی حکومت نے نہیں بنائی۔

حافظ حسین احمد : بہرحال میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے ساتھ بڑی زیادتی ہے اور اس پر ہمیں بحث کی اجازت دی جائے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی ............

جناب چیئرمین : انشاء اللہ اس کو لائیں گے۔

**Dr. Bisharat Elahi:** Mr. Chairman, Sir, I fully endorse what Hafiz Sahib has said just now. I think, we have been dragging on this for too

long and I would request the Government through you Sir, to have a special session of the Senate to discuss these reports.

**Mr. Chairman:** O.K. I am sure that the Government will take note of it.

Now we proceed with item on the agenda which is discussion on the adjournment motion regarding the alleged attack on Journalists.

DISCUSSION ON THE ADJOURNMENT MOTION *RE:* ALLEGED ATTACK ON JOURNALISTS

اس میں کون کون بات کرنا چاہئے گا۔

چوہدری شجاعت حسین : اس میں جناب والا ! اگر مجھے اجازت دیں کیونکہ جب کل بات شروع ہوئی تو میں نے صرف صلاح الدین صاحب کے متعلق کہا اگر کامران اور دو..................

جناب چیئرمین : یہ سارے جو اٹیک ہوئے ہیں اس سارے پر بحث ہو جائے۔

چوہدری شجاعت حسین : ایک کے متعلق میں کہہ چکا۔ دو کے متعلق اگر آپ..................

جناب چیئرمین : آخر میں آپ و ائنڈ اپ کریں گے۔

چوہدری شجاعت حسین : آپ نے کہا تھا کہ پہلے بتا دیا جائے۔ آخر ہوا کیا ہے ؟

جناب چیئرمین : نہیں ! میرے خیال میں مناسب یہ ہو گا ان کی باتیں سن لیں۔ پھر آخر میں و ائنڈ اپ کر دیں۔ اچھا جی ! کون کون اس پر بات کرنا چاہئے گا۔

جناب محمد طارق چوہدری : پہلے آپ موور اسی ترتیب سے لے لیں باقی جو چاہتے ہیں...........

جناب چیئرمین : نہیں ! مجھے پتہ چل جائے نا پھر وقت کا بھی تعین ہو جائے کس طرح ہونا ہے۔ اس وقت طارق چوہدری صاحب، بہرہ ور سعید صاحب، حافظ حسین احمد صاحب، اقبال حیدر، منظور خان گچکی، عبدالجبار صاحب، فصیح اقبال صاحب۔ تو یہ

سات حضرات ہیں۔ 8 بشارت الٰہی صاحب' 9 جام صاحب' 10 شہزاد گل صاحب'
11 یحییٰ بختیار صاحب۔ اس میں وزیر صاحب آپ کو کتنا ٹائم چاہئے ہو گا۔

چوہدری شجاعت حسین : پندرہ منٹ۔

جناب چیئرمین : باقی ہمارے پاس ایک گھنٹہ 45 منٹ ہیں بارہ آدمیوں کے
لئے

which means that roughly we will have about 10 minutes per person.

دس منٹ فی سپیکر ٹھیک رہے گا۔

سید اشتیاق اظہر : میرا نام بھی لکھ لیجئے۔

جناب چیئرمین : آپ کا بھی ہے۔ سب کا آگیا دس منٹ مناسب رہے گا۔
محرک سات ہیں مجھے بتا دیجئے تاکہ ہر ایک کی باری آ جائے۔

جناب محمد طارق چوہدری : 15 منٹ کافی ہیں۔

جناب چیئرمین : 15 منٹ فی آدمی۔

ڈاکٹر بشارت الٰہی : محرکین کو پندرہ پندرہ منٹ دے دیں۔ ہمیں 5 منٹ
دے دیں۔

جناب چیئرمین : اب فیصلہ ہو گیا کہ محرکین کو پندرہ پندرہ منٹ اور بقیہ
حضرات کو پانچ پانچ منٹ یا سات منٹ وہ وقت کے مطابق۔

.........15 minutes for each mover of the motion and seven minutes for other speakers and the Minister Sahib will take 15 minutes.

Is it right ?

**Mr. Chairman:** O.K. Now, we will start with Mr. Tariq Chaudhry.

Yes, please Hafiz Hussain Ahmed Sahib.

حافظ حسین احمد: جناب چیئرمین ! میں معذرت کے ساتھ گزارش کروں
گا۔ ہمارا جو رول ہے وہ قانون سازی ہے اور کل نظریہ پاکستان کے متعلق بہت سی باتیں
ہوئیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر ہمیں ہمارا وہ رول ادا کرنے نہیں دیا جا رہا ہے۔

آپ اپنی کمیٹی اور اسلامی نظریاتی کمیٹی کی سفارشات اور اس پر ڈسکشن کو پیچھے ڈال رہے ہیں اور میں اس فیصلے کے خلاف واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلے پر حافظ حسین احمد واک آؤٹ کر گئے)

جناب چیئرمین : ایوان کا فیصلہ ہے جو آپ فیصلہ کریں۔ میں نے تو ایوان پر چھوڑا ہوا ہے۔ اچھا جناب طارق چوہدری صاحب !

جناب محمد طارق چوہدری : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین ! اس وقت ہمارے سامنے ایک بہت اہم مسئلہ ہے ریاست چار عناصر سے تشکیل پاتی ہے اور ان چار میں سے ایک اہم ستون رائے عامہ کو ہموار کرنے والے ادارے ہیں اور اس وقت آج کی دنیا میں بطور خاص رائے عامہ کو ہموار کرنے والے اداروں میں اخبارات کا کردار سب سے نمایاں اور موثر ہے۔ رائے عامہ کو ہموار کرنے والے ان اداروں کے بارے میں جب جارحانہ طرز عمل اختیار کیا جاتا ہے تو یہ عمومی امن و امان کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ خاص طور پر سوچ سمجھ کر خاص ادارے یا فرد کو نشانہ بنایا جانا مقصود ہوتا ہے۔ پاکستان میں صحافت پر جبر، ظلم و تشدد کی تاریخ بہت ہی پرانی ہے لیکن جو صورت اس ظلم اور جبر نے اب اختیار کر لی ہے ایسی صورتحال پہلے کبھی نہیں رہی ہے یعنی ایک ایسا دور حکومت بھی ہمارے ملک میں تھا جو صرف سازشوں کے ذریعے پروان چڑھتا تھا اور سازشوں کے ذریعے اقتدار پر قابض رہا تھا اور اس کے بعد ایسا دور اقتدار بھی آیا ہے جب اس ملک میں فوجی حکومتیں رہی ہیں اور مختلف قسم کی آمریتیں قائم کی گئیں۔

فوجی حکومتوں، آمریت کے ادوار اور سازشی عناصر کے دور اقتدار میں بھی صحافیوں کے اوپر وہ ظلم و جبر نہیں تھا جو جمہوریت کے دور میں رہا ہے۔ یعنی اس وقت بھی صحافیوں کو گرفتار کیا جاتا تھا، ان پر مقدمے چلائے جاتے تھے، ان کے اخبارات بند کئے جاتے تھے۔ یعنی یہ ساری کارروائیاں ان کے خلاف ہوتی تھیں لیکن ایک بات ضرور تھی کہ ان کی زندگی کو کوئی تھریٹ نہیں ہوتا تھا یعنی وہ گرفتار ہو جاتے تھے، قلعوں میں جاتے تھے، مقدمات کو فیس کرتے تھے، اپنے بچوں سے دور ہوتے تھے لیکن کم از کم اس بات کا بھروسہ ضرور ہوتا تھا کہ ان کی زندگیاں محفوظ ہیں۔ لیکن جب سے جمہوری

دور شروع ہوا اور خاص طور پر ہمارا 70ء سے 77ء تک اور پھر اس کے بعد اب تک جو دور ہے یہ خاص طور پر صحافت کے اوپر مشکل کا دور ہے۔ اب جو تازہ صورت حال پیدا ہو گئی ہے اس میں یہ مسئلہ اور بھی زیادہ گھمبیر ہو گیا ہے۔ پاکستان کے تمام ادارے جہاں زوال پذیر ہیں وہاں یہ بات بڑی خوشی اور مسرت کی ہے ہماری صحافت جو ہے وہ مسلسل ترقی پذیر ہے۔ اگرچہ ان میں بعض اوقات ایسی صورت حال پیدا ہوتی ہے کہ ہر شخص کو غصہ بھی آتا ہے' ناراضگی بھی ہوتی ہے کہ جب کوئی صحافی یا کوئی اخبار بے بنیاد خبر شائع کر کے کسی آدمی کی توہین کرتا ہے یا اسے نقصان پہنچاتا ہے۔ لیکن اگر ہم یہ مجموعی طور پر دیکھیں تو صحافت اس وقت ترقی پذیر ہے اور اس وقت جب صحافیوں کو اور ان کو اداروں کو براہ راست تشدد کا سامنا ہے' اس کے باوجود وہ جرات کے ساتھ حکومتوں کے بارے میں با اثر افراد کے بارے میں بڑی جرات کے ساتھ ریسرچ کرتے ہیں اور اس کو شائع بھی کرتے ہیں اور عوام تک پہنچاتے ہیں اور رائے عامہ کو منظم کرتے ہیں۔ یہ کام جو ہے یہ بڑا جان جوکھوں کا ہے۔ آج کے دور میں جب ایک طرف لالچ بھی موجود ہے اور دوسری طرف جبر اور تشدد بھی موجود ہے یعنی وہ دوچکی کے پاٹوں میں پس کر' لالچ کو نظر انداز کر کے' جبر اور تشدد کو سہنے کے باوجود' وہ مسلسل اپنی بات کرتے رہتے ہیں' کہتے رہتے ہیں۔ لیکن یہ رجحان پچھلے کچھ عرصہ سے بہت ہی شدت اختیار کر گیا ہے۔

پچھلے دو تین برس کی جو ہماری تاریخ ہے اس میں ہمارے جتنے presti-gious paper ہیں' جتنے ادارے ہیں مثلاً "جنگ" پر قبضہ کیا گیا۔ "جنگ" کے ایڈیٹر پر گولیاں چلائی گئیں' "نیوز" پر حملہ ہوا' "نوائے وقت" پر حملہ ہوا' "ڈان" پر حملہ ہوا' "ہیرالڈ" پر حملہ ہوا' ڈیلی "بزنس رپورٹ" فیصل آباد پر حملہ ہوا یعنی شاید ہی کوئی ادارہ ہو جو بچا ہو اور پھر افراد کی حالت تو اور بھی زیادہ قابل رحم ہے۔ لاڑکانہ میں دو صحافیوں کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا' کامران خان جو "نیوز" کے نمائندے ہیں' ان پر سی آئی اے کے بارے میں ایک رپورٹ چھاپنے پر attack کیا گیا۔ ظفر عباس کو جو "ہیرالڈ" اور بی بی سی کے نمائندے ہیں' ان کو کراچی کے لیڈر کی تقریر شائع کرنے پر حملہ کا نشانہ بنایا گیا' نفیسہ جو 'Dawn' کی

رپورٹرہیں رات اس کے گھرمیں ان کے لان میں تشدد کا نشانہ بنانے کی کوشش کی گئی۔ ایڈیٹر ؟تکبیر' جوکہ میری ایڈجرنمنٹ موشن کا اصل موضوع تھے' ان کو تومسلسل دھمکیاں دی جاتی رہیں اور بہت کچھ ہوتارہااور آخرمیں ان کے گھرپر حملہ کر دیا گیااور اس کے گھر کو جلانے کی کوشش کی گئی۔ پھراس کی طرف سے 'یعنی ایڈیٹر ''تکبیر'' کی طرف سے مقدمہ درج کرنابھی گوارانہیں کیا گیااور مسلسل ٹال مٹول کیا جاتارہا۔

''نوائے وقت'' کراچی پر حملہ ہوا۔ حیدر آباد میں جنگ کی ساری کاپیاں جلا دی گئیں۔ شبیر بھٹو کو جو فرنٹیئرپوسٹ کے نمائندے تھے' قید کی صعوبت سے گزرنا پڑا۔ اس طرح سے یہ ایک بہت لمبی داستان ہے۔ اور اب ایک اور جو ٹرینڈ ہو گیا ہے کہ مختلف سیاسی جماعتوں نے اپنے اپنے پریشر گروپ بنالئے ہیں۔ اپنی اپنی یوتھ کی دیگر مسلح تنظیمیں تشکیل دے دی ہیں۔ اس میں کسی بھی جماعت کو استثنیٰ نہیں ہے۔ اس میں مذہبی جماعتیں بھی اور سیاسی جماعتیں بھی شامل ہیں۔ اس میں حکمران جماعت بھی اور اپوزیشن جماعتیں بھی شامل ہیں۔ یہ ساری کی ساری ایسی ہیں جنہوں نے اپنے یوتھ ونگ بنائے ہوئے ہیں یا سٹوڈنٹ ونگ بنائے ہوئے ہیں جن کو بالکل مسموم کر دیا گیا ہے۔ ان کو سیاست کی کسی نے ٹریننگ نہیں دی' سیاست میں جو ٹالرنس tolerance ہوتی ہے' اس کی انہیں کسی نے تربیت نہیں دی۔ بلکہ خود ان کو پیسہ دیا ہے اور خود ان کو مسلح کیا ہے۔ اور وہ مسلح گروہ جو ہیں وہ دندناتے ہوئے اخبارات کے دفتروں میں جاتے ہیں' ان کو instructions دیتے ہیں اور کیا instructions دیتے ہیں کہ فلاں آدمی کی خبر نہیں چھپے گی اور میرے لیڈر کی خبر front page پر چھپے گی اور یہ اتنے کالم کی چھپے گی۔ جبکہ خبر اہمیت کے اعتبار سے پچھلے صفحہ کی ہوتی ہے اس کے بارے میں ہدایات دی جاتی ہیں یعنی نیوز ایڈیٹر کا کام جو ہے وہ ان تشدد پسند گروہوں نے سنبھال لیا ہے جو مختلف سیاسی جماعتوں کے پروردہ ہیں۔

اس طرح صحافت جو ہے اس کو کئی طرح کے جبر میں کسا جا رہا ہے اور پچھلے تین برس سے اب تک یہ صورتحال اور گھمبیر ہو گئی ہے۔ پولیٹیکل پارٹیز جو حکومت کی پولیٹیکل پارٹیز ہیں یا ان کے جو components ہیں' وہ صحافت پر حملہ آور ہوتے

ہیں' اب خود جو حکمران پارٹی ہے' اس کا جو component ہے وہ خود حملہ آور ہو یا اس کا جو حصہ ہے وہ حملہ آور ہو تو پھر مجھے بتایئے کہ ان کے تحفظ کی ضمانت کون دے گا۔ ان کو اس ظلم سے کون بچائے گا۔ ان کو گولی سے کون بچائے گا۔ کراچی کی جو صورتحال ہے' کراچی کے اخبارات کا اگر آپ مطالعہ کریں تو یوں لگتا ہے کہ کراچی کے وہ اخبارات جو قومی اخبارات ہیں' وہ ایسے لگتے ہیں کہ جیسے یہ ایک پارٹی کے پارٹی پیپر ہیں اور وہ مجبور ہیں کہ جو کچھ کہا جا رہا ہے لسانی جماعت کی طرف سے اور پھر جو papers ہیں' وہ پھر اس کے برعکس ہیں' وہ اسی طرح "جئے سندھ" تحریک کے اسی طرح یرغمالی ہیں اور یہ یہاں پر دوسری پارٹی کے یرغمالی ہیں۔

اس طرح جناب ہماری صحافت جو ہے وہ جبر میں کس دی گئی ہے اور حکومت کی طرف سے اس کو جو پروٹیکشن ملنی چاہئے' وہ protection نہیں مل رہی ہے اور حال ہی میں کل یا پرسوں لاہور میں ایک صحافی غلام حسین پر حملہ کیا گیا ہے۔ اس کو گھر سے بلا کر اسی کے لان میں اس کو مارا گیا اور اب یہ جو غلام حسین ہے یہ بھی کافی عرصہ سے صحافت کر رہے ہیں۔ پچھلی دفعہ پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں' اس حکومت کے خلاف جو کچھ انٹرنیشنل پریس میں چھپا' اس کی کرپشن کے بارے میں یا اس کی غلط کاریوں کے بارے میں یا اس کی نا اہلی کے بارے میں' اس نے پورے کا پورا چھاپ دیا۔ اس نے اس وقت کی اپوزیشن کو strengthen کیا اور اس نے یہ سب کچھ اپنی جان پر کھیل کر کیا۔ جب وہ حکومت چلی گئی تو اس کا اپنا ایک framed of mind بن گیا' اپنا ایک trend بن گیا' اپنا اخبار بیچنے کا ایک طریقہ بنا لیا۔ پھر جو کچھ انٹرنیشنل پریس میں چھپا' ہماری حکومت کے بارے میں' اس نے اسی طرح من وعن اسی کو اچھالنا شروع کیا' اسی طرح اس کو بھی لکھنا شروع کیا اور اس کا جو نتیجہ اس نے بھگتا ہے' مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس نے وہ نتیجہ بھگتا ہے کہ اس کے چہرے پر بڑے بڑے نیل پڑے ہوئے تھے' ان کی کانپٹی پر زخم تھا' آنکھ پر بھی زخم تھا اور اس کا پورا جسم جو ہے وہ دھنک کر رکھ دیا گیا۔ میں جمعہ کو اسے مل کر آیا ہوں۔

جناب والا ! اس کو اچھی طرح معلوم ہے کہ حملہ آور کون تھے' اور حملہ آور وہ ہیں جن کے خلاف نہ میں کچھ کر سکتا ہوں اور نہ آپ کچھ کر سکتے ہیں۔ ہماری یہ مجبوری اس لئے نہیں کہ وہ بہت بڑے غنڈے تھے' ہم اور آپ اس لئے مجبور ہیں کہ سب کچھ ان کے پاس ہے جو حملہ آور ہوئے۔ تو یہ جو صورتحال ہے اس نے ہماری صحافت کو بہت جبر میں کسا ہوا ہے۔ لیکن بعض اوقات اختلافات ہونے کے باوجود' صحافیوں سے بعض اوقات تکلیف پہنچنے کے باوجود میں اس بات پر ان کو ضرور خراج تحسین پیش کروں گا کہ ان کے ساتھی قتل ہوئے ہیں' ان کے ساتھی جیلوں میں گئے ہیں' ان کے ساتھی تشدد کا نشانہ بنے ہیں' سب کچھ ہوا ہے لیکن ہماری صحافت کا معیار روز بروز پہلے سے بہتر ہو رہا ہے۔ ہماری صحافت جو ہے وہ ایک نشتر ہے جس نے ہر طرح کی کرپشن کو' ہر طرح کی خرابی کو' ہر طرح کے تشدد کو پھر بھی عوام کے سامنے لا کر رائے عامہ کو منظم کرنے میں بہت اہم رول ادا کیا ہے۔ اور نتیجہ یہ ہے کہ ہر وہ حکومت جو اپنے دائرہ اختیار سے باہر نکلتی ہے جو popular ووٹ سے منتخب ہو کر آتی ہے گو اس کی کارکردگی عوام کے سامنے اس طرح رکھی جاتی ہے کہ حکومتوں کو un-popular ہونے میں گھنٹے اور دن لگے ہیں اور اگر صحافت نے عوام کا ساتھ دینا اسی طرح برقرار رکھا تو وہ دن دور نہیں ہے کہ جب اس طرح کی حکومتیں جو جبر کے ذریعہ چلنا چاہتی ہیں اس طرح کی سیاسی پارٹیاں جو ظلم کرنا چاہتی ہیں اور اس طرح کے ethnic گروہ اور متشدد گروہ' وہ بہت جلد eliminate ہو جائیں گے اور پبلک کی نظر میں بہت جلد ان کے چہرے سیاہ نظر آنے لگیں گے۔

میں سمجھتا ہوں کہ عوام کے تعاون سے اور صحافت کے روز بروز ترقی کرنے سے انشاءاللہ پاکستان کے اندر جمہوریت کا مستقبل بہت بہتر ہو جائے گا اور سیاسی جماعتوں کو اپنے اندر سے خرابیاں بھی نکالنی پڑیں گی تشدد کو بھی نکالنا پڑے گا لیکن میں اپنے صحافی دوستوں سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ جبر' ظلم اور تشدد کے باوجود اپنی زبان کو دانتوں کے تلے دبا کر تھوڑی دیر اور صبر کریں تھوڑی دیر اور اپنی کوشش جاری رکھیں انشاءاللہ پاکستان میں بہت جلد

اچھی صبح طلوع ہونے والی ہے۔ شکریہ !

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : شکریہ۔ بہرہ ور سعید صاحب !

اخوانزادہ بہرہ ور سعید میں اگر عرض کروں گا تو شکایت ہو گی۔ جناب چوہدری صاحب نے جو کچھ فرمایا صحافت کے متعلق کہ یہ ایک اہم جزو ہے یہ قوم کی زبان ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ میں ان سے اتنا ہی آگے بڑھوں گا کہ یہ ایک مقدس فریضہ بھی ہے۔ میں کسی کی شان میں گستاخی نہیں کروں گا لیکن جو میرے اپنے جذبات ہیں اور جو میں سمجھتا ہوں میں کوشش کروں گا کہ انہی کی ترجمانی کروں۔ سوال یہ اٹھتا ہے کہ صحافیوں پہ یہ حملے کیوں کئے جاتے ہیں کس طبقے سے ان صحافیوں کا تعلق ہے جن پہ یہ حملے کئے جاتے ہیں ان صحافیوں پہ ان حملوں کے پیچھے کون سے عوامل ہیں جن کو حاصل کرنے کے لئے یہ حملے کئے جاتے ہیں یا کروائے جاتے ہیں۔ اور پھر یہ کہ جو صحافیوں کے فرائض ہیں ان کی طرف بھی میں ان کی توجہ دلانے کی کوشش کروں گا۔ میری پہلی گزارش یہ ہے کہ صحافیوں پہ حملے کئے جاتے ہیں چوہدری صاحب نے ایک ایک گنوائے یہ صرف اسی حکومت کا کارنامہ نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے جتنی بھی حکومتیں آئی ہیں یہی کچھ ہوتا رہا کم و بیش۔

جناب والا ! مجھے یاد ہے کہ پاکستان بننے سے قبل کراچی میں مسلمانوں یا مسلم لیگ کا ترجمان اخبار ڈان تھا۔ اور پھر وہ دن بھی مجھے اچھی طرح سے یاد ہے جب لاہور میں "سول ملٹری" کے دفتر کے ساتھ ایک دفتر لے کر "پاکستان ٹائمز" نکلنا شروع ہوا اور پھر مجھے وہ بھی یاد ہے کہ جب ہم سٹوڈنٹس نے اکٹھے ہو کر جب وہ اخبار لئے اور اپنی خوشی خوشی سے وہ اخبار ہم نے بیچے کہ پاکستان کا بھی اخبار آیا اس پر لکھا ہوا تھا founded by Quaid-e-Azam ' یہ ہمارے لئے اور خوشی کی بات تھی پھر ڈان پہ پابندی ہوئی مسلم لیگ کی تحریک کے دوران پنجاب میں داخلے کی، پھر کس طریقے سے دہلی سے لایا گیا یا لاہور میں چھپوایا گیا دہلی کے نام سے، اس وقت ہمیں اتنی خوشی ہوتی تھی اس میں اردو کے اخبار

"زمیندار"، "نوائے وقت" نے بھی بڑا اہم کردار ادا کیا۔ مگر اس وقت صحافت یا جو اخبار نکلتے تھے ان کا ایک مقصد تھا اس مقصد کی طرف وہ جا رہے تھے رواں دواں تھے کیا مقصد تھا؟ حصول پاکستان کا مقصد تھا۔ مسلمانوں کو یکجا کرنے کا مقصد تھا مسلمانوں کو ان کے فرائض سے روشناس کرانے کا مقصد تھا ان کو اپنے فرائض کی ادائیگی کی طرف متوجہ کرنا تھا اور ہندو پریس کا بھی مقابلہ کرنا تھا۔ لیکن اب پاکستان ٹائمز' کاش پاکستان ٹائمز رہتا۔ وہ پابجولاں ہے۔ مجھے یاد ہے کہ جب پیپلز پارٹی جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں ایوب خان کے خلاف صف آراء تھی ان کی manifesto میں ایک issue یہ بھی تھا کہ ٹرسٹ کے جو اخبارات ہیں ان کو آزاد کیا جائے اور قوم کی خوش قسمتی سے یا میری بدقسمتی سے' جب وہ جیت گئے تو اس وقت کے انفارمیشن منسٹر' پیرزادہ تھا یا تعلیم کا منسٹر' مگر سوال پیرزادہ سے کیا گیا تھا کہ آپ کب ٹرسٹ کے اخباروں کو آزادی دے رہے ہیں اور وہ جس کو اس وقت ذوالفقار علی بھٹو صاحب "سوہنا منڈا" کے نام سے یاد کرتے تھے انہوں نے فرمایا We will transform this trust into a benevolent trust. یہ وہی الفاظ ہیں جو انہوں نے فرمائے۔

جناب! جو بھی حکومت آئی اس نے اپنے manifesto میں ہی کہا کہ اس کو ہم آزاد کریں گے لیکن ابھی تک میں دیکھتا ہوں کہ پاکستان ٹائمز وہ پاکستان ٹائمز نہیں ہے جس کی کاپیاں پہلے دن میں نے بیچی تھیں میرے ساتھ میرے اور طلباء نے بیچی تھیں۔ کاش! پاکستان ٹائمز پھر پاکستان ٹائمز ہو' اس کو چھٹی ہو اور اس طرح سے اور اخبار بھی' لیکن جناب والا! پریس قوم کی زبان ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن ایک مقدس فریضہ بھی ہے اور پریس والوں کو ان الجھنوں میں نہیں پڑنا چاہئے۔ اس دوڑ دھوپ میں نہیں پڑنا چاہئے۔ میں اس کی مزید وضاحت نہیں کروں گا کیونکہ میری کل کی تقریر بھی آج پریس میں نظر نہیں آئی شاید' لیکن پریس والے بھی کبھی اپنا source نہیں بتاتے پشاور میں ایک اصغر نامی تھا اس کو پکڑا گیا اس پر بڑا ظلم و تشدد کیا گیا۔ وہ بھی عوامی دور کا وقت تھا۔ مگر اس نے سورس نہیں بتایا لیکن جیل جانا پسند کیا۔

جناب والا! صحافت پہ حملہ کرنا' یہ قوم کی تضحیک ہے اس پیشے کی تضحیک ہے مگر میری درخواست صحافت سے یہ ہو گی کہ وہ دو کلاسوں میں مجھے بٹے ہوئے جو نظر آ رہے ہیں وہ نہیں ہونا چاہئے ان کو نہ لفٹ سے اور نہ رائٹ سے تعلق ہونا چاہئے۔ ان کو صرف Right سے تعلق رہنا چاہئے۔ مجھے افسوس ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ مجھے پریس سے بڑی توقعات ہیں کہ وہ وہی بات کریں گے جو بالکل حقیقت پر مبنی ہو۔ پہلے چھان بین کرے' اور پھر پریس میں لائے۔ یہ ایک طرح کی جو ہمارے دماغ میں ایک چیز لگی ہوئی ہے سیاستدانوں کے' ان کو ایسا نہیں ہونا چاہئے انہیں نہ میری پارٹی سے اور نہ دوسری پارٹی سے منسلک ہونا چاہئے۔ ان کو صحافت سے منسلک ہونا چاہئے۔

میں سمجھتا ہوں افسوس کے ساتھ کہ ایسا نہیں ہے۔ ٹھیک ہے وہ زندگی میں ہر آرائش و آسائش کے حقدار ہیں اگر یہ بھی ہم سیاستدانوں کی طرح یہ اور چیز دے دووہ دے دو تو پھر ہم میں اور ان میں کیا فرق ہے۔ ان کی تو شان بہت اونچی ہے۔ ان کو تو ان چیزوں کی ضرورت نہیں ہے وہ تو قوم کو راہ راست پر لانے کے لئے' قوم کو بچانے کے لئے' قوم کو اکٹھے کرنے کے لئے' اب جس پر حافظ صاحب اٹھ کر چلے گئے یہ جو چیزیں کہ معاشرے کو پاک کرنے کے لئے اصلاحی معاشرہ یہ تو سب سے پہلے پریس کا ہی کام ہے یہ جو اور تین چار چیزیں ہیں۔

ذرائع ابلاغ یہی ہیں ان کے ساتھ ان کی طرف توجہ دینی چاہئے قوم کو بنانے کے لئے' قوم کو اکٹھا کرنے کے لئے' قوم سے خلفشار نکالنے کے لئے' قوم سے بے اتفاقی نکالنے کے لئے' برے کو برا کہنے کے لئے اور بڑی اچھی طرح سے کہنے کے لئے۔ ان کا یہ فرض ہے اور میری یہی خواہش ہے کہ خدا کرے ایسا ہی ہو یا شاید ہو مجھے نظر نہ آئے لیکن میں چاہتا ہوں کہ مجھے بھی نظر آئے میری نظر ذرا کمزور ہے' تو جناب ایک اس پر کہ جو ان پر حملہ ہو رہا ہے یہ قابل مذمت ہے میں اس کی مذمت کرتا ہوں ان پر حملہ نہیں ہونا چاہئے۔ ان کی زبان قوم کی زبان ہے اور ان کی زبان پر حملہ قوم کی زبان کو کاٹنے کے مترادف ہے۔ قوم کی زبان نہیں کاٹنی چاہئے اس کے ساتھ پیار کرنا چاہئے۔ پیار سے یہ بہتر ہوں گے ہمارے دوست بنیں گے نہ کہ تلوار سے۔ اگر ان پر حملہ قوم کے دشمن کروا رہے ہیں یا کوئی مخصوص

ٹولہ کروا رہا ہے یا کوئی خاص پارٹی کروا رہی ہے اس لئے کہ اس ملک میں destablization ہو۔

پریس سے مجھے یہ توقع نہیں ہے پریس کو ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ میں یہ کہوں گا کہ اس اقدام میں شریک نہ ہونے کے لئے اگر ان کی جان بھی جائے تو وہ جام شہادت نوش فرمائیں مگر اتنے نہ جھکیں کہ اس ذلیل حرکت میں وہ شریک ہوں۔ تو جناب! مجھے جو کچھ نظر آ رہا ہے کہ پریس پر یہ حملے کروائے جا رہے ہیں۔ کون کرواتا ہے؟ یہ پاکستان سے باہر ہمارے دیرینہ دشمن بھی کروا سکتے ہیں' یہ پاکستان کے اندر غریب عوام کا خون چوسنے والے بھی کر سکتے ہیں' یہ آپس کے جھگڑوں کی وجہ سے بھی ہو سکتا ہے' یہ ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے کے لئے بھی ہو سکتا ہے لیکن اس میں جو ایک مشترکہ عمل کارفرما ہے وہ جناب چیئرمین صاحب! اس حکومت کو destablize کرنے کی ایک مہم ہے اس میں یہ کیوں شریک ہوں بڑے طریقے ہیں۔ اب کسی نے شبیر صاحب کا نام لیا کہ وہ تو صحافی تھے' کسی اخبار نے کہا وہ کبھی صحافی تھے ہی نہیں' اب کون اس کا فیصلہ کرے کہ وہ صحافی تھے یا نہیں تھے۔ اگر تھے تو ان کے ساتھ برا سلوک ہوا اگر وہ نہیں تھے تو ان کو مارا پیٹا پھر بھی برا سلوک ہوا مگر اب یہ پریس والے بتائیں کہ بھئی فلاں ہمارا آدمی ہے فلاں نہیں ہے۔ جب یونیورسٹی میں میں ایک طالب علم تھا تو وہاں پر جرنلزم ایک مضمون تھا۔

<u>جناب پریذائیڈنگ آفیسر</u>: جناب! دو منٹ باقی ہیں۔

<u>اخونزادہ بہرہ ور سعید</u>: جناب! ذرا مہربانی کیجئے۔ میرے ساتھ بیٹھے ہوئے میرے دوست کہتے ہیں پانچ منٹ میرے لے لیں تو میری گزارش یہ ہے کہ جرنلزم میں حضور ڈگری تھی' ڈگری کا حصول تھا۔ اب حساب کیجئے میں پریس والوں سے پوچھتا ہوں کہ کتنے ڈگری ہولڈر ہیں ان کے پاس جو صحافت کے پیشے میں آئے ہیں۔ ہر نام ڈگی ڈگ جو ہے وہ نکلتا ہے پرچہ جیب میں ہے اور وہاں کہتا ہے میں صحافی ہوں' نہیں ان کا معیار گرنا نہیں چاہئے ان کی سوسائٹی سے میں درخواست کروں گا کہ ہر وہ صحافی جو کہ باضابطہ ڈگری ہولڈرز نہ ہوں یا تربیت یافتہ صحافی نہ ہوں ان کو declare کیا جائے ان کی فہرست بنا کر حکومت کو دی جائے کہ یہ صحافیوں کے زمرے میں شامل نہیں ہیں از خود یہ جو کچھ کہے' کہے۔

جناب !اس سے معیار بڑا اونچاہو جائے گا۔ شاید وہ چیزیں جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ کرتے ہیں اگر ان کا پروفیشن purify ہو جائے اس کی تطہیر ہو جائے اور وہ معیار جو ان کے لئے معین کیا گیا ہے وہ ان کے پاس حاصل ہو تو پھر انشاءاللہ ہماری صحافت جو ہے وہ آگے بڑھے گی اور میں نہیں سمجھتا کہ ہماری موجودہ حکومت صحافت کے راستے میں کوئی روڑے اٹکاتی ہے۔ ہماری حکومت ان کو آگے بڑھانے کی کوشش کرتی ہے ان کی مدد کرنے کی کوشش کر رہی ہے اور کرنی چاہئے وہ ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔ حکومت والے ان کا بھی ساتھ دیتے ہیں ہماری حکومت ایسی نہیں ہے وہ خود اپنے آپ کو destablize نہیں کرتی یہ تو وہ عناصر ہیں جو کبھی غنڈوں کی شکل میں کبھی ڈاکوؤں کی شکل میں کبھی لٹیروں کی شکل میں کبھی پیرومرشد کی شکل میں کبھی کسی وڈیرے کی شکل وصورت میں وہ کچھ کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں یہ سب ان لوگوں کا کام ہے وہ صحافی مارا گیا اس کے گھر پر حملہ کر دیا گیا اس کا سامان لوٹا گیا یہ سب وہ کروانے والے ہیں۔ میں حکومت کی توجہ دلاؤں گا..................

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت بہت شکریہ جناب۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: کیابات ہے جناب !اتنی قدغن !

یہاں مرنے پہ پابندی اور وہاں جینے پہ پابندی

والی بات چھوڑیں۔ میں عرض کروں گا جناب اس حکومت کے خلاف ایک مہم شروع کی گئی ہے۔ پریس پر کوئی حملہ آور نہیں ہوتا ہے۔ حملے کروائے جاتے ہیں حکومت کو اس طرف توجہ دینی چاہئے کہ ان ہاتھوں کو کاٹے جن سے یہ حملے کروائے جاتے ہیں اور واقعی جو لوگ اس کو آگے کرتے ہیں تو یہ کہتا ہوں کہ زبان..................وہ پھر کوئی کہیں گے کہ یہ barbarism, ہے ملک کی اصلاح کے لئے، ملک کے بچاؤ کے لئے، قوم کی اصلاح کے لئے اگر دس بارہ زبانیں کاٹ بھی دی جائیں تو کوئی بڑی چیز نہیں ہے۔ جناب والا !میں صحافیوں کی بڑی تعریف کرتا ہوں لیکن میں ان سے یہی درخواست کروں گا کہ اپنے معیار کو قائم رکھیں ہم ان کے ساتھ ہیں۔ یہ ہماری زبان ہیں ہم ان کی حفاظت کریں گے اور انشاءاللہ تعالیٰ ان کو شکایت نہیں ہونے دیں گے۔ ان کے ساتھ جو ظلم ہو رہے ہیں میں ان کی مذمت کرتا ہوں اور حکومت سے درخواست کرتا ہوں کہ اس پر خصوصی توجہ دے۔

ان لوگوں کو جنہوں نے ان کے ساتھ بد سلوکی کی ہے ان کو پکڑ لے اور کوئی اس کی مخالفت کرے یا نہ کرے لیکن میں یہ کہوں گا کہ ان کو بر سرعام سزا دی جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔ سید اقبال حیدر!

**Syed Iqbal Haider:** Mr. Chairman, in my motion I have cited just four incidences of violence and terrorism against the working journalists.

سید فصیح اقبال: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر، حافظ حسین احمد نے ایک قومی مسئلے پر واک آؤٹ کیا تھا ان کی یہاں موجودگی ضروری ہے۔ ایوان چاہتا ہے کہ حافظ حسین احمد صاحب تشریف لے آئیں اور چیئرمین صاحب آپ کوشش کیجئے کہ وہ واپس آئیں کیونکہ انہوں نے ایک مسئلے پر اسلامی نظریات کی کمیٹی کے سلسلے میں ایک بات کی تھی اور میرا خیال ہے کہ ان کا حق تھا تو وہ باہر بیٹھے ہوئے ہیں آپ ہدایت کریں تو ان کو ایوان میں لے آئیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میری طرف سے اجازت ہے آپ انہیں منالائیں۔

سید اقبال حیدر: ان کو منا کر لے آئیں بالکل منانا چاہیئے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اقبال حیدر صاحب! اب آپ کا ٹائم شروع ہوتا ہے۔

**Syed Iqbal Haider:** Mr. Chairman, I start now, two minutes to twelve. I had cited four instances of the violence against press but in practice Mr. Chairman, the tyrrany and oppression and the violent attitude in that atmosphere being faced by the press is not confined to the *Ghundagardi* alone, which we see and which we have seen on Zafar Abbas, the physical violence and attack on Kamran Khan, we have seen on Nafeesa Hoodboy, we have seen on the office of 'Takbeer' and on the house of the Editor of 'Takbeer'; we have seen the violent attack on the offices of other newspapers and prevention of distribution of the newspapers 'Dawn', "Musawat', 'Jasarat' and other newspapers. It is not just confined to that, Sir.

The most alarming position and an extraordinary situation that has arisen, Mr. Chairman, that this violence is not alone confined to the acts of individual irresponsible political party leaders or others. No, the press throughout the country is facing and going through one of the toughest times in the history of Pakistan. On the one hand, they

are facing *Gundagardi* from the streets and on the other hand, they are facing threats of dismissal from the government owned print media and electronic medias, I will not confine my submissions to the print media of 'Mashriq' and 'Pakistan Times' and 'Imroze' employees who are on hunger strike for last sixtytwo days and nobody is prepared to pay any heed to offer any sympathy to their demands but it is the Pakistan Television, Mr. Chairman, their employees are raising slogans that there is Martial Law in Pakistan T.V. What kind of suppression they are facing that the working Journalists and the employees of the PTV are forced to put the banners prominently that there is Martial Law in Pakistan T.V. That is one thing, and what kind of respect for the working Journalists, does the government have when everyday the working Journalists are being dismissed from all the government owned papers and the same is the situation in Radio Pakistan.

The working Journalists are finding most suffocating atmosphere and serious threat to their jobs purely on account of their beliefs and their thinkings and their writings. Even several programmes of Pakistan T.V. have been banned which were continuing like "2-1/2" has been closed down abruptly during the session this is a suppression of the press; this is a suppression on the freedom of expression; this is violence against freedom of expression. Now that is one thing.

Second Sir, the most discriminately use of the advertisement policies of the government that many national papers, I am not talking of small papers, I am talking of the most recognized papers which have been denied their due share in advertisement purely because they write what they believe is true; purely because their writings are critical against the government. This is a suppression against the press; this is a violent attitude against the press. The 'DAWN' newspaper has been denied all their advertisement by the Federal Government. 'The Muslim' has been denied most of their due share in the advertisement. 'The Frontier Post' is completely denied of any advertisement by the government. 'Musawat' daily has not been provided a single advertisement by the government. The daily 'Aman' of Karachi their share in the advertisement has been cut down to almost nothing.

Sir, may I humbly submit that this abuse of the advertisement policy by the government is directly in violation of the guarantee of freedom of expression under the Constitution and this is the most sheer and blatant abuse of their discretion with regard to allocation of the

advertisement and this is not confined to that, Sir, press advice have again started. The government has no business, they say — it is not government duty to run the industries and others, I say it is no business of the government to issue any advice to any newspaper as to what to write and what not to write and what is the correct thing and what is the truth and what is false. This is no business of the government, to keep on harassing the newspapers time and again through their advice, which they don't have the moral courage to admit.

Sir, these are the things and I may emphasise here that violence breeds violence. This violent reign of terror not only the press but political activist in the people of Pakistan are going through is a re-action and as a result of the violence of the State. Sir, to improve the society those who are at the helm of the affairs, they have to act more responsibly and more cautiously in dealing with the people because their discrimination will give rise to violence and terrorism. It is not just a proverb or saying that violence breeds violence. May I say that my friends have rightly said that those who attacked the press are enemies of the country; that those who indulge in any suppression or violence against the press are enemies of the country, I agree but Sir, what will you do when those who are attacking the press are from the government itself.

The honourable Interior Minister has read out a statement yesterday in respect of attack on the Magazine of the 'Takbeer'. It names the *Gundahs*, and the honourable Interior admitted that he belongs to a party in power in the province and the Federal Government and the honourable Minister for Interior also admitted that no arrest has been made. My submission is Sir, that if the people in power or parties in power or the government machinery indulges in violence then who is there to stop other people. This is the reason that the violence against the working Journalists is increasing day by day and this is not the only incident.

Sir, CIA centre has openly indulged in beating Kamran Khan. Please invite Kamran Khan and ask him who are the people who attacked you? If the government institution is indulging in this *Gundagardi* then how can the government stop other people from indulging in it? Sir, this is not the end of it. The Sindh Chief Minister openly and clearly and in categorical words extends violence threats to Frontier Post openly, Sir, not in front of all the Journalists. So, if the Chief Minister will act in such an irresponsible manner then how can the government stop other people from acting in a violent manner. This is not the end of it.

Sir, they openly admitted that Zafar Abbas had published our press cronference in an incorect manner, they openly said so. The whole APNS held negotiation with the terrorists and no arrest was made. They are people in power. May I ask, if the people in power, if the parties in the government indulge in these as may learned friend has said that those who attacked the press are enemies of the country, then do I assume that those who are in the government are really enemies of the country because these are irrefutable proofs that I have cited that the government has itself indulged in open *Gundagardi*, violence and attack on the working Journalists then is the government enemy of the country? If the government according to my press is an enemy of the country, it has no rigt to continue even for a minute longer in power. This is a very very serious path of our history we are going through. This is not a joke that the Chief Minsiter can act to do whatever he likes that the CIA centre can be used to attack the newspapers officer and to prevent the distribution of Herald. Also, Shabbir Bhutto torture was admitted by the government, yes, the government agencies did arrest him. He is a recognized Journalist of Frontier Post. Nobody denies that.

The government also admitted that there is no case against Shabbir Bhutto but this is also a fact that he was tortured. Ghulam Hussain was tortured for having published a story about a woman called Dilshad, I don't know what is so important about that woman, that the whole press is being punished. Who is Dilshad that she assumes such an importance that if her picture is printed not in nude then the Editor is beaten, not only that Sir. There was an attack on Friday Times, there was an attack on the house of the Editor of Friday Times who immediately rang up the Federal Government who knew that there are some people, there are gangsters outside his house Sir. Najam Sethi had to seek. Police protection, thank God he was fortunate enough to receive some protection from the Government before those gangsters could beat him blue, Sir, this is openly happening. Now Naveed Malik is one of the persons who was a critic, there were gangsters to pick him up from his Lahore residence instead they found his brother, they beat him black and blue.

Sir, all indications are that it is being done at the behest of the government. Why are we so intolerant, Mr. Chairman, this intolerance, this hyper reaction against the critics or against the opponents of the Government or against the free expression of the views is highly detrimental to my society and my country. Sir, this intolerance is one of a serious challenge to my society today, in all

fields, I repeat in all fields this intolerance is vindicated in various forms, this intolerance is being vindicated in open gang rapes on the streets of Pakistan which is a matter of gtreat shame for me, that this intolerance is being vindicated and exposed in the forcing of the innocent women to march naked on the streets, every day it is happening, this intolerance is the result of this friction between secratarian friction, every day we are finding that in Jhang or in other parts of the country there are violent attacks on the different groups. Sir, this intolerance is the cause for the present anarchy and when I use the word that this intolerance is the result of fundamentalism please do not take my wrong because it is the narrow mindedness it is bigotsy, it is the fundamentalist approach which creates intolerance and this intolerance is the poison for my country, this intolerance is the cause for the present anarchy prevailing in the country particularly in my province of Sindh so we have to promote tolerance and respect for the views of the others.

This is the essence of democracy, respect for the views of the others and if that respect we loose then we will seize to be civilized or democratic country. Sir it is the essence and it is the utmost importance which we are missing and if the government, I appeal to them to please correct, our object is not just to embarrass you or to malign you, no, our objective is to have the wrongs corrected, one example Sir, one attack was made by a party which is not in power, last month an attack on Nawa-i-Waqt Office at Karachi was made by a religious party which is not in power, I was happy to see and surprised also that those who attacked were arrested, those who attacked were arrested but those who attacked, Kamran Khan have not been arrested, those who attacked the Takbeer offices and Houses, they have not been arrested, despite the fact that they are named in the FIR, is this not enough proof of my conclusion that those attacks in which government is involved, the terrorists are never arrested and government only resort to arresting those people who are not affilliated with the government so why is the government patronizing terrorism, terrorism will only result into further promotion of terrorism Sir, and this is my earnest appeal and if the Government pays head to it fine, otherwise God help Pakistan.

*(Interruption)*

**Maulana Abdul Sattar Khan Niazi:** Your leader was there we discussed it thread bare now let me conclude it, you can say that this is a biased view, you can say that it is an ignorant view, what do you

mean by fundamentalists, those who believe you think they are fundamentalists or your trusted mind, they are fundamentalists, the people who think we have come from dorrels, monkeys and donkeys, they are fundamentalists. It is a bad name which America has given to us, after Salman Rushdie's dirty book they call us fundamentalists, what do you mean by fundamentalists, you do not know anything about fundamentalism, the real point is, the believers or the non-believers, ignorant are those who know, those people are *'Munafiqueen'* here you cannot debunk or dub your opponents as fundamentalists, fundamentalism was a dirty word which was carved by the Americans against us, we hate it, we reject it.

**Syed Iqbal Haider:** Mr. Chairman, only one word I would say, it is the Prime Minister of Pakistan who said that he is not a fundamentalist and why the honourable Minister should feel sensitive about this word if he is not a fundamentalist.

**Muhammad Ali Khan Hoti:** I am extremely sorry to interrupt my brother, it is not my habbit to do so but since he has probably inadvertantly used the word fundamentalism I would say one thing that there is no such thing as fundamentalists in Islam either one has to be a Musalman or a Munafiq, there are no two sayings about it, so this word should not be used again, thank you Sir.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: طارق چوہدری صاحب !

جناب محمد طارق چوہدری: جناب چیئرمین ! میں پیپلز پارٹی کے ممتاز رہنما کو ان کی تقریر کے درمیان میں ٹوکنا نہیں چاہ رہا تھا کیونکہ انہوں نے بہت خوبصورت باتیں کی ہیں لیکن انہوں نے اپنے آپ کو صرف ایک سال کے اندر محدود رکھا لیکن اخبارات پر تشدد کے واقعات اس سے بہت پیچھے سے شروع ہوتے ہیں' ان کی خدمت میں صرف اتنا عرض ہے کہ

دل کے لٹنے کا سبب پوچھو نہ سب کے سامنے
نام آئے گا تمہارا' یہ کہانی پھر سہی

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔

سید اقبال حیدر: جناب چیئرمین ! اگر اخبارات پر تشدد کے واقعات کا ذکر پیچھے سے کرنا چاہتے ہیں تو پھر آپ کو پاکستان بننے کے فوراً بعد سے شروع ہونا پڑے گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مجھے اتفاق ہے' 1947ء سے شروع کرنا پڑے گا۔

سید اقبال حیدر : تو پھر پہلے سیاسی قتل جو ہے وہ کسی سیاسی حکومت کے دوران میں نہیں بلکہ ایوب خان کے مارشل لاء میں، کالاباغ کے دور گورنری میں، لاہور میں ٹانگے پر بیٹھے ہوئے صحافی کو قتل کیا گیا تھا۔ شاید اس کا نام ضمیر قریشی تھا۔ یہ پہلا صحافی تھا جسے حکومت کے ایما پر قتل کیا گیا اور یہ مارشل لاء کی روایت آج کے مارشل لاء تک جاری ہے۔

سید فصیح اقبال : یہ منصوبہ اس صحافی کے قتل کا نہیں تھا بلکہ میر باقی بلوچ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا گیا تھا، وہ بے چارہ اس کے ساتھ اس لئے قتل ہو گیا۔ میں اسے شہید کہوں گا۔ بہرحال یہ منصوبہ عبدالباقی بلوچ کے لئے منصوبہ تھا۔ میں ریکارڈ کی درستگی کے لئے یہ کہنا چاہتا ہوں۔

ڈاکٹر بشارت الٰہی : جناب چیئرمین ! اقبال حیدر صاحب نے پہلے صحافی کے قتل کے سلسلے میں بات کی ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ شاید انہیں یہ بھی یاد ہو کہ پنجاب اسمبلی کی سیڑھیوں پر بھی جناب مصطفیٰ کھر کے دور میں، پیپلز پارٹی کے پہلے دور میں ایک صحافی کا قتل ہوا تھا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : یہ درست ہے لیکن ہم اس کی تفصیل میں نہیں جا رہے ہیں۔ جناب حافظ حسین احمد صاحب ! آپ کی باری ہے۔

حافظ حسین احمد : شکریہ جناب چیئرمین ! آپ نے مجھے اندر آنے کی اجازت دی ہے حالانکہ رولز میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : آٹھ دروازے کھلے ہیں، آپ کسی سے بھی آ سکتے ہیں، جا سکتے ہیں۔

حافظ حسین احمد : جناب چیئرمین ! آج ہم سب آزادی صحافت کا گلا گھونٹنے والوں کے خلاف بول رہے ہیں لیکن جناب ! جہاں تک میری اس تحریک التواء کا تعلق ہے اس میں ایک خاص بات ہے جو اس حکومت نے اپنے لئے اعزاز بنالیا ہے۔ دیگر روزناموں نوائے وقت، جنگ، کراچی کی تو میں بات نہیں کرتا ہوں۔ کراچی کا پریس تو کافی عرصے پریس ہو چکا ہے لیکن تمام ایسے ذرائع ابلاغ کے اداروں پہ حملے کئے جاتے تھے جن تنظیموں کو کسی اخبار سے اس کے مندرجات سے خبروں کی کوریج سے شکایت رہی ہے اس نے اپنے

جذبات کا اظہار دفاتر کے سامنے مظاہرہ' دفاتر پہ سنگباری اور دفاتر پہ حملہ اور دفاتر پہ نذر آتش کے ذریعہ کیا ہے لیکن تکبیر کے مسئلے پہ ایک انوکھا انداز اختیار کیا گیا۔ بجائے "تکبیر" کے دفتر پہ' یا اس کے ادارے کے سامنے یا اس کے دفتر کے اندر جا کر اپنے جذبات کا اظہار کیا جاتا اس کے بجائے "تکبیر" کے ایڈیٹر صلاح الدین کے گھر پر جا کر انہوں نے نہ صرف یہ کہ جلوس لے گئے بلکہ وہاں پر گھر کے اندر گھسے بغیر وارنٹ کے' وزیر داخلہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم انہیں گرفتار کریں گے۔

جناب ! اس قانون کے پاس ہونے سے پہلے آپ کے حلیف افراد بغیر وارنٹ کے چادر اور چار دیواری کو پامال کرتے ہوئے صلاح الدین صاحب کے جو پاکستان کے مقتدر صحافی ہیں گھر پر حملہ آور ہوئے اور گھر کے اندر پہنچ کر وہاں جو کچھ تھا اسے گھر سے باہر نکال کر سرعام نذر آتش کیا۔ اب ظاہر ہے فرنیچر تھا' گھریلو سامان تھا لیکن وہاں صلاح الدین نہیں تھے اور اگر بدقسمتی سے اس گھر میں گھریلو سامان اور فرنیچر کے ساتھ جناب صلاح الدین صاحب ہوتے تو شاید ان کا بھی وہی حشر کرتے جو انہوں نے اس کے سامان کا کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جناب یہ ایک انوکھی بات ہے کہ ایڈیٹر کے گھر پر جا کر حملہ کیا جائے۔ احتجاج کے کئی طریقے ہیں' احتجاج کا حق پہنچتا ہے سیاسی جماعتوں کو' اگر ان کے خلاف کچھ چھپتا ہے انہیں کوریج نہیں ملتی اس کے لئے ایک طریقہ کار ہے ایک جمہوری طریقہ کار ہے وہ احتجاج کر سکتے ہیں۔ وہ پلے کارڈ لے کر اس اخبار کے سامنے کھڑے ہو سکتے ہیں۔ اپنے جذبات کا اظہار کر سکتے ہیں اور اگر زیادہ ان کو اپنی قوت پہ زور ہو اور کچھ اخلاقیات پہ ان کو اعتماد نہ ہو تو جناب چیئرمین ! وہ اندر گھس سکتے ہیں۔ وہاں نیوز ایڈیٹر کو دھمکیاں دے سکتے ہیں اور اگر اس سے بھی زیادہ دہشت گرد ہو تو وہاں پر کاغذات کو پھاڑا جا سکتا ہے' املاک کو نقصان پہنچایا جا سکتا ہے۔ اس اخبار کی مشینری کو تباہ کیا جاتا ہے جو ہماری سیاسی تاریخ کا ایک المناک حصہ ہے۔

جناب چیئرمین ! اس میں جو کچھ کہا گیا ہے اس میں صلاح الدین کے بچوں کا کیا قصور تھا ؟ جناب صلاح الدین کے گھر کا کیا قصور تھا۔ اگر اس گھر میں اس کی بیوی اور بچے ہوتے تو ان کا کیا قصور تھا۔ جناب ! میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی قابل مذمت ہے کہ کسی اخبار کے کسی ادارئیے کسی رسالے کے کسی مضمون اور کسی انداز میں اگر کچھ چھپ چکا ہو

اس کے خلاف اپنے جذبات کا اظہار کرنے کے لئے بجائے اس کے کہ پرامن احتجاج کا طریقہ اپنایا جائے اور یا زیادہ سے زیادہ اس دفتر کے سامنے مظاہرہ کیا جائے۔ اس دفتر سے میلوں دور ایک گھر میں جا کر حملہ کرنا جناب کہاں کی انسانیت ہے اور کہاں کی شرافت ہے۔ اور جناب ! ہمیں تو وزیر داخلہ صاحب نے فرمایا کہ جناب میں نے اس میں ملوث فرد کے خلاف .F.I.R کاٹنے کا حکم دیا۔ یقیناً ہمیں بڑی حیرت ہوئی کہ چوہدری شجاعت حسین نے واقعی شجاعت کا مظاہرہ کیا اور انہیں میرا بس چلے تو اس بارے میں انہیں گولڈ میڈل دینا چاہئے۔ لیکن کیا .F.I.R درج ہوئی ؟ .F.I.R میں کیا درج ہوا اور کیا اس کے بعد وہ گرفتار ہوئے۔

جناب ! یہاں پر سپیشل کورٹ بنائے جاتے ہیں۔ یہاں پر اگر صحافیوں کو (اس پہ میں بعد میں آؤں گا لیکن اگر ) اخبار اور رسائل کے مالکان کو ان کے گھر کی چار دیواری کو ان کے گھر کے اندر گھس کر دہشت گرد ان کا سامان اٹھا کر باہر پھینکتے ہیں تو آپ کی وہ عدالتیں کہاں جاتی ہیں۔ ابھی تو صرف .F.I.R درج ہوئی ہے۔ جناب ! گرفتاری کب ہوگی۔ اس پہ جب action ہوگا تو آپ کے حلیف جو لوگ ہیں کیا آپ کو جینیں دیں گے۔ کیا آپ وہاں انصاف کو برقرار رکھ سکیں گے ؟

جناب چیئرمین ! میں یہی کہوں گا کہ اخبار کی اپنی پالیسی ہوتی ہے۔ آپ کے بھی اخبارات ہیں جیسے کہ نوائے وقت جو آپ کا اپنا اخبار ہے۔ جناب چیئرمین صاحب ! اگر "تکبیر" کے بارے میں یہ ہوتا ہے تو تکبیر کی سوچ، اس کا نظریہ، اس سے ملتا نہیں ہے۔ اس لئے انہوں نے اس کے خلاف اقدام کیا لیکن حیرت تو یہ ہوتی ہے کہ جناب ! آپ کا اپنا اخبار "نوائے وقت" ، لیکن اس کے ساتھ جو آپ حشر کرتے ہیں وہ بھی شاید اس لئے کہ وہ آپ کا ہوتے ہوئے آپ کو آئینہ دکھاتا ہے، آپ کے سامنے سچ کہتا ہے، آپ کی غلطیوں کی نشاندہی کرتا ہے، غلط راستے پر نہ چلنے کا مشورہ دیتا ہے اور آپ کو وہ یہ بھی کہتا ہے کہ اگر آپ اسی راستے پہ چلے تو اپنا مستقبل نہیں اپنی پارٹی کا مستقبل نہیں بلکہ آپ پاکستان کا مستقبل داؤ پر لگائیں گے .................

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : یہ نوائے وقت نہ مسلم لیگ کا ہے اور نہ آئی جے آئی کا ہے۔ یہ نوائے وقت کے مالک کا پیپر ہے۔

حافظ حسین احمد : میں گزارش کر رہا ہوں جی ! یہ میرے اپنے خیالات ہیں۔ آپ کا اس سے اختلاف ہو سکتا ہے لیکن جناب چیئرمین ! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اگر کوئی اخبار' اس کی اپنی پالیسی ہوتی ہے کسی پارٹی سے منسلک ہو یا کسی نظریئے سے متفق ہو جس حد تک ہو لیکن وہ اخبار اس نظریئے کے مطابق چلتا ہے۔ اور اخبار مالک کے نظریئے سے چلتا ہے اور مالک کا نظریہ 'نظریہ ضرورت ہوا کرتا ہے۔

جناب چیئرمین ! لیکن اگر کسی اخبار کا مالک نیوز ایڈیٹر کو یہ کہہ دے سب ایڈیٹر کو کہہ دے کہ جناب ! آپ نے اس بیان کو اِدھر اُدھر کرنا ہے۔ اس لمبے چوڑے بیان کو جو حکومت کے خلاف ہے اسے آپ نے نظر انداز کرنا ہے۔ اگرچہ سارا دن بیچارے صحافی اور رپورٹر نے بڑی مشکل سے ہی وہ بیان بنایا ہو لیکن اخباری رپورٹر کچھ نہیں کر سکتا کیونکہ وہ اخبار کا ملازم ہے اور اس کے مالک سے وہ تنخواہ لیتا ہے۔ لیکن جناب ! جب پالیسی مالک بناتا ہے کسی خبر کو مالک روکتا ہے کسی کے خلاف مالک چھپواتا ہے تو پھر اس جرم کی سزا مالک کو ملنی چاہئے تو پھر کامران خان کو نہیں ملنی چاہئے اس کا کیا قصور ہے۔ جناب ! وہ تو رپورٹ کرتا ہے۔ وہ جو دیکھتا ہے اسے لکھتا ہے اور جو آپ کرتے ہیں اسے سامنے لاتا ہے۔ وہ حقائق کے اوپر قلم اٹھاتا ہے' حقائق کو قلمبند کرتا ہے وہ حقائق کو عوام کے سامنے پہنچاتا ہے۔ لیکن کامران کو کس لئے جناب ! وہ تو ایک اخبار کا ملازم ہے۔ اگر اسے نیوز سے ہٹا دیا جائے اور وہ پاکستان کے کسی اور اخبار میں ملازمت کرے تو وہ جو بھی لکھے گا وہ پالیسی اس اخبار کی ہو گی جس اخبار کا ملازم ہو گا۔ لیکن مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ پالیسی ساز مالک ہوا کرتا ہے لیکن اس کا reaction' اس کا ردعمل صحافی کیوں برداشت کرتا ہے۔

جناب چیئرمین صاحب ! میں یہ سمجھوں گا کہ دوسری سیاسی جماعتوں کے لئے ایک مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔ جناب چیئرمین ! حکومت تو اخبارات کو کنٹرول کرنے کے لئے مختلف اس کے پاس ذرائع ہیں۔ وہ کسی بھی منسٹر سے اسے ٹیلیفون کرا سکتے ہیں۔ لالیکا صاحب جو ہیں وہ انہیں فون کر سکتے ہیں' انہیں ہدایت دے سکتے ہیں۔ آپ ان کے کاغذات کا کوٹہ' آج کل تو نہیں ہے' پہلے یہ چلتا رہا اور اشتہارات پہ آپ پابندی لگا سکتے ہیں لیکن غریب

جماعت کیا کرے جو دہشت گرد نہیں ہے جس کے پاس اشتہارات نہیں ہیں۔ جس کے پاس پیسہ نہیں وہ بیچارہ کیا کرے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اگر کسی سیاسی جماعت کا ورکر کسی نیوز روم میں جا کر نیوز ایڈیٹر کے سامنے مکا لہراتا ہوا اور اس کے ٹیبل پہ یہ کہتا ہے کہ یہ ہماری خبر ہے اس میں نہ صرف متن بھی ہے۔ اس میں نہ صرف تمام تر فلاں صاحب کے اقوال و عادات و افعال، تمام درج ہیں اس خبر کے ساتھ جناب چیئرمین صاحب! سرخی بھی لگی ہوتی ہے۔ یہ جو اخبار میں ہوتی ہے وہ سرخی بھی بنائی ہوتی ہے اور اس پر لکھا جاتا ہے کہ آپ نے اس کو صفحہ اول پر اتنے کالم میں اور اس طرف لگوانا ہے نیچے نہیں لگوانا۔ جناب! جب ایک سیاسی جماعت کا دہشت گرد کارکن اخبار کے سامنے جا کر اس انداز سے اپنی خبریں چھپواتا ہے پھر دوسری سیاسی جماعت کا کارکن بیچارا کیا کرے اور جناب پھر کہا جاتا ہے کہ جناب! اگر آپ نے خبریں چھپوانی ہیں تو پھر ذرا آنکھیں سرخ کر کے ایک دفعہ آپ ہمارے دفتر کا چکر لگائیں۔ میں کہتا ہوں مجھے کہا گیا ہے۔

جناب! اس مسئلے کا حل آپ ڈھونڈیئے اور آپ ان اخبارات کے صحافیوں کو اور ان اخبارات کو تحفظ فراہم کیجئے جو حقائق کی بنیاد پر آپ کا اور ہمارا احتساب کرتے ہیں جناب چیئرمین لیکن وہ مجبور ہیں بعض اخبارات بیچارے وہ کہتے ہیں جی ہم کیا کریں اگر صاحب بہادر کو چھینک آئے اسے نہ چھاپیں صاحب بہادر کو کھانسی آئے اسے نہ چھاپیں اس کی مسکراہٹ ہمارے فوٹو گرافر محفوظ نہ رکھیں تو پھر ہمارے اشتہارات کا کیا بنے گا اور جناب چیئرمین صاحب! یہ سب کچھ چھپے گا۔ مسکراہٹ بھی چھپے گی کھانسی بھی، چھینک بھی، اس کی آخری ہچکی تک۔

<u>جناب پریذائیڈنگ آفیسر:</u> آپ کے پانچ منٹ اور ہیں جناب میں اپنی بات مختصر کرتا ہوں، میں کہتا ہوں جناب اقتدار کی آخری ہچکی تک اس کے ہر صحیح اور غلط فعل کو چھاپیں گے اور اس کے بعد جب وہ آخری ہچکی لے گا تو پھر وہی لوگ اسے پھر بھول جائیں گے میں صرف یہی کہہ رہا ہوں کہ جناب اس وقت روزنامہ انتخاب کا بھی قصور یہ ہے کہ جناب اس نے کچھ حقائق کی نشاندہی کی بلوچستان سے اس کا تعلق ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت ہمارے اس ایوان میں کہا گیا وزیر اطلاعات صاحب نے فرمایا کہ پہلے اس کے سات ہزار کے اشتہارات تھے۔ فصیح صاحب نے مہربانی کی، جس طرح مجھے واپس بلوایا، انہوں نے

انتخاب پر بھی مہربانی کی اور انہوں نے ان کے کہنے پر اس کے اشتہارات چودہ ہزار کے اشتہارات کر دیئے اب اس ایوان میں اگر وزیر اطلاعات یہ کہے کہ جناب ہمارے آئی جے آئی کے ایک رکن کے کہنے پر ہم سات سے چودہ کر سکتے ہیں جناب کیا یہ انصاف ہے؟ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جناب اگر 14 کرنا صحیح ہے تو پھر آپ اقرار کر رہے ہیں کہ جب آپ نے 7 کیا تھا تو اس اخبار پر ظلم کیا تھا کیا اس اخبار کا استحقاق نہیں بنتا کہ وہ اخبار میرے پیچھے لگے کیا وہ اخبار فصیح صاحب سے سفارش کرائے وہ اخبار آپ کی قصیدہ خوانی کرے تب آپ اسے اشتہار دیں گے۔

جناب چیئرمین صاحب وجہ کیا ہے وجہ یہ ہے کہ ان اخبارات میں جو کچھ چھپتا ہے یہ ان مالیاتی بدعنوانیوں کی پردہ کشائی کرتے ہیں اور یہ نہیں چاہتے کہ اخبارات اور ان کے نمائندے اس انداز میں ہمارے اصل حقائق کو عوام کے سامنے لائیں اور جو بھی اس طرح آنکھیں بند کر کے اللہ کا نام لے کر جرات کا مظاہرہ کرتا ہے تو پھر اس کی آواز کو دبانے کی کوشش کی جاتی ہے اور پھر جو انداز اپنایا جاتا ہے جناب ہٹلر جیسے ظالم بھی اپنی قبر میں شرما جاتے ہیں میں گزارش یہی کروں گا کہ جناب ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ واقعات کسی بھی اخبار سے کسی بھی ادارے کے ساتھ اور کسی بھی صحافی کے ساتھ ہوں تو اس پر عملی اقدام کیا جائے یہ نہیں کہ چونکہ ایک اخبار کا مسئلہ ہے اور ہم اسے اپوز نہیں کرتے ہم اس پر بحث کرتے ہیں ہم یہ کہتے ہیں کہ بحث برائے بحث کے ہم قائل نہیں ہیں بحث برائے اقدامات کے قائل ہیں۔
آج جو کچھ بحث ہو میری بحث سے میری تجاویز سے ان کو اختلاف ہو سکتا ہے لیکن ان کے جو ممبران فرما رہے ہیں اگر ان پر بھی عمل کیا جائے تو جناب چیئرمین میں محسوس کرتا ہوں کہ کسی نہ کسی حد تک ہماری صحافت محفوظ رہے گی اور ہمارے صحافی اور اخبارات سکھ کا سانس لیں گے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

<u>جناب پریذائیڈنگ آفیسر :</u> بہت بہت شکریہ، جناب احمد گجکی صاحب۔

<u>جناب منظور احمد گجکی :</u> شکریہ جناب چیئرمین! جناب والا آج جس تحریک التواء پر تقریریں ہو رہی ہیں وہ اس قدر اہم ہے کہ اس کے بارے میں جو کچھ بھی کہا جائے وہ کم ہے اس لئے کہ آزادی صحافت جمہوریت کی پہلی سیڑھی ہے اور آزادی صحافت اور آزادی تقریر یہ وہ تمام چیزیں ہیں کہ جس کو اس آئین کا آرٹیکل 19 تحفظ دیتا ہے

لیکن جناب والا ! بدقسمتی سے یہ اس ملک کی ریت ہے کہ جو بھی برسراقتدار ہو وہ انہی اداروں کا گلہ گھونٹتا ہے جن کے ذریعے سے وہ آئے ہیں جن کے ذریعے سے انہیں تحفظ ملا ہے اور ہم نے یہی دیکھا صحافت پر بھی قدغن لگی ہوئی تھی اور لگی ہے اور نہ جانے آگے کب تک لگے گی اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ اس ملک کے اندر شروع سے ان اقدار کو ان اداروں کو بننے ہی نہیں دیا گیا۔

جناب چیئرمین میں آپ کو تھوڑا سا پیچھے کی طرف لے جاتا ہوں آپ کو یاد ہو گا اس لئے کہ آپ اس دور میں بھی شاید فوج میں تھے انگریزوں کے دور میں اخبار پڑھنا جرم سمجھا جاتا تھا اور اس کی مثال میرے ایک ساتھی نے دی تھی بہرہ ور سعید صاحب نے ان کی جو انہوں نے مثال دی وہ بالکل ٹھیک ٹھاک مثال دی آپ کو حیرانگی ہو گی جناب والا کہ زمیندار اخبار جب لاہور سے نکلتا تھا اور جب بلوچستان آتا تھا تو کوئٹہ شہر میں لوگ چھپ کر اپنے گھروں میں اور کمروں میں جا کر پڑھتے تھے آج جو ہمیں وراثت میں ملی ہے اس کی وہ ایک تھوڑی سی جھلک ہے جناب والا وہ تو انگیز تھے ہمارے حاکم تھے لیکن بعد کے آنے والے لوگ تو انگریز نہیں تھے یہ الگ بات ہے کہ انگریزوں سے انہوں نے اچھی روایات نہیں سیکھیں ان کی غلط روایات کو انہوں نے اپنایا کیوں کہ غلام ہمیشہ جب آزاد ہوتا ہے تو اسے تھوڑی بہت پریکٹس کرنے کی ضرورت ہے کہ کس طرح اچھی چیزوں کو اپنایا جائے وہ شاید اس قابل نہیں ہوئے اور آج تک ہم اسے سیکھ نہ سکے جناب چیئرمین آزادی تقریر اور آزادی تحریر پر ہمیشہ قدغن اس وقت لگتی ہے کہ جب آمرانہ حکومتیں ہوں aristocratic rule ہو جہاں پر شہنشاہیت ہو اور جہاں پر فوجی آمریت ہو۔ بدقسمتی سے جناب والا ! یہ ملک ۲۵ سال تک ۲۸ سال تک مارشل لاء کے چنگل میں جکڑا رہا اور کسی بھی آمر یا ڈکٹیٹر کے مزاج میں یہ نہیں ہے کہ وہ اپنے بارے میں اپنے خلاف کسی کے منہ سے یا تحریری طور پر کچھ دیکھے یا سنے یہ اس کے مزاج میں نہیں ہے۔

جناب والا ! میں ایوب خان کے مارشل لاء کی طرف جاتا ہوں آپ نے اس دور کو دیکھا کہ اس دور میں اخبارات پر جو پابندی تھی اس کی مثال ہم دے سکتے ہیں جس طرح ضمیر قریشی کا قتل ہوا اور ضمیر قریشی کا قتل بھی اس لئے ہوا۔۔۔ کہ وہ کسی پولیٹیکل لیڈر کے ساتھ ہوتے تھے اور اس کے نکتہ نظر کو اجاگر کرتے تھے اس لئے وہ دونوں کو مارنا چاہتے تھے

جس میں سے ایک مرا اور ایک بچ گیا اس کے بعد ایوب خان کا جابرانہ دور ختم ہوا اس کے بعد ہمارے عوامی نمائندے آگئے بدقسمتی سے جناب والا! ان عوامی نمائندوں نے بھی سیاسی ٹریننگ اور تربیت ان جرنیلوں سے لی جن کے مزاج میں کسی چیز کو قبول کرنا نہیں ہوتا تھا۔ جناب والا! میں اس کا خود گواہ ہوں میں اس دور میں جیلوں میں رہا ہوں میں نے خود صحافیوں کو دیکھا ہے۔ آپ یقین کریں اسی صلاح الدین کو جب ہمارے وارڈ میں لائے گئے اس وقت وہ حواس باختہ تھا اور وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کسی جگہ پر ہے وہ کہاں جا رہا ہے اسے پھانسی گھاٹ لے جایا گیا اس کے ساتھ جو سلوک جیل میں کیا گیا وہ پولیس وارڈ میں نہیں کیا جاتا ہے میں اس کا چشم دید گواہ ہوں اس کے بعد جناب والا آپ کو یاد ہو ہر ہفتے اور دس دن کے بعد وہ نام تبدیل ہوتے تھے کبھی زندگی نام ہوتا تھا کبھی کچھ نام ہوتا تھا بہر حال وہ ڈیکلریشن بدلتے رہتے تھے۔

جناب والا! اس کے بعد ہمارے یحییٰ خان صاحب آئے۔ یہ خلیفتہ المسلمین آئے یہاں بھی جناب والا! ہم نے یہی دیکھا اخباروں کے ساتھ جو کچھ ہوا پریس ایڈوائزر کے ذریعے جو کچھ ہوا وہ ہمارے سامنے ہے۔ جناب والا! terrorism غلط بات ہے یقیناً غلط بات ہے لیکن اگر terrorism سٹیٹ کی طرف سے ہو تو پھر اس کا کیا کیا جائے یعنی اگر ایک گروہ اگر terrorists activities میں جرنلسٹوں کو زدوکوب کرتا ہے وہ تو سمجھ میں آنے والی بات ہے۔ اس لئے کہ سوسائٹی میں تمام خرابیاں اس قدر آگئی ہیں یہ تو سمجھ میں آتا ہے لیکن جہاں سٹیٹ خود involve ہو اس کے بارے میں کیا کیا جا سکتا ہے۔ اس حد تک کہ گورنمنٹ کی ایجنسیوں نے پریس کے ساتھ یہ حرکات کی ہیں۔ میں ان ایجنسیوں کا نام نہیں لینا چاہتا۔ میں صرف نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ نہ صرف terrorism گروہوں کی طرف سے ہوئی بلکہ سٹیٹ کی طرف سے ہوئی اور سٹیٹ کی طرف سے جو terrorism ہوتے ہیں اس کے دو تین طریقے ہیں نمبر (1) اس صحافی کو اس طرح مارا پیٹا جائے کہ اس میں اتنی جرات نہ ہو کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار اپنے قلم کے ذریعے positively کرے۔ terrorism کا جو دوسرا انداز ہے وہ ہے اشتہارات۔ ان اخبارات کے ساتھ جو تھوڑا بہت لکھنا جانتے ہیں اور وہ لکھتے ہیں ان تمام خرابیوں کو جو حکومت وقت کر رہی ہے اور اس کو لوگوں کے سامنے لاتے ہیں ان کے اشتہارات بند ہو

جاتے ہیں۔ جناب والا ! پہلے تو کاغذ کا ہوتا تھا کہ کاغذ نہیں ملیں گے تو چھاپیں گے کیسے۔ اب تو شاید وہ ختم ہو گیا۔ تو اب یہ دوسرا طریقہ ہے۔ جناب والا ! پھر جرنلسٹ کو رشوت دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہ سٹیٹ کی طرف سے ہوتی ہے یہ بھی سب سے بڑا terrorism ہے۔ اب اس دور میں ہم نے یہ دیکھا اور کتنی مثالیں دیں

اونٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدھی

کس کے بارے میں بولیں۔ جرنلزم کے بارے میں بولیں ' عوام کے بارے میں بولیں ' معاشی حالات کے بارے میں بولیں کس کے بارے میں بولیں۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ کوئی کل سیدھی نہیں ہے۔ ہم نے تو یہ دیکھا کہ گزشتہ گورنمنٹ کے دور میں جب پریس ایڈوائزر دیئے گئے تو ہم نے احتجاج کیا اور اسی نیشنل اسمبلی میں آوازیں اٹھائیں لیکن ہمیں کیا پتہ تھا ہم تو سمجھتے تھے

برسات میں برسے گی شراب

آئی برسات تو برسات نے دل توڑ دیا

جناب والا ! کس کی مثال دوں۔ کامران خان کی مثال دوں ' صلاح الدین کی مثال دوں ' چوہدری غلام حسین کی مثال دوں۔ اس سوسائٹی میں کس کس جرنلسٹ کی مثال دوں۔ ان کے ساتھ کیا کیا ہوا۔ کس طریقے سے انہیں مارا پیٹا گیا۔ کس طریقے سے انہیں پریشرائز کیا گیا۔ یہ یقیناً ان گروہوں نے کیا ہے۔ ان میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو سٹیٹ کی طرف سے ہوئے ہیں۔ جناب والا ! پرسوں ایک جرنلسٹ کو قتل کر دیا گیا کراچی میں۔ اس سے پہلے سوئی بلوچستان میں ایک جرنلسٹ کو ننگا گھمایا گیا۔ یہ تمام چیزیں جو ہیں اس میں گروہی سیاست کا بھی بہت بڑا دخل ہے۔ بدقسمتی سے جناب والا ! کراچی جیسے شہر میں جو اظہار رائے کا بہشت ہوتا تھا۔ کراچی وہ شہر ہوتا تھا جس پر لوگ ناز کرتے تھے کہ وہاں کی جرنلزم کیسی ہے۔ Fax لگے ہوئے ہیں۔ اشاروں کے بغیر کسی بھی اخبار میں کسی دوسرے کی خبر نہیں آئے گی اور اگر آئے گی تو جناب والا ! کسی پیر کا کسی مرشد کا کسی بھائی جان کا نہ جانے کن کن لوگوں کی خبریں آتی ہیں اور وہ باقاعدہ بزور طاقت جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر یہ خبریں نہیں چھپیں تو ہم آپ کے اخبارات کو ملیا میٹ کر دیں گے۔ اس کی بہت سی مثالیں ہیں۔ "ڈان" نے refuse کیا تو آج "ڈان" کا بائیکاٹ ان لوگوں

نے کیا ہے۔ وہ ''ڈان'' کا بائیکاٹ ختم نہیں کیا announce ضرور کیا ہے کہ ہم ختم کر رہے ہیں لیکن کیا نہیں۔ جناب والا ! اگر گورنمنٹ میں موجود، حکومت میں موجود component parties اس ملک میں terrorism کرتے ہیں تو جناب والا ! آپ اور کس سے توقع رکھیں گے۔ اس وقت میرے پاس اخبارات کی ایک لمبی لسٹ ہے جن کے ساتھ جو برتاؤ کیا جارہا ہے مثلاً ان میں ''مسلم'' ہے ''فرنٹیئر پوسٹ'' ہے ''مساوات'' ''امن'' ہے ''انتخاب'' ہے ''سندھ ایکسپریس'' ہے اور نہ جانے کتنے کتنے اخبارات ہیں جن کو صرف اس لئے اشتہارات نہیں دیئے جاتے کیونکہ وہ سرکار کی بولی نہیں بولتے؛ حکومت کے ثناء خواں نہیں ہیں۔ وہ یقیناً ان چیزوں کو بتاتے ہیں، لوگوں کے سامنے لاتے ہیں، highlight کرتے ہیں جس سے لوگوں کو علم ہو کہ کیا ہورہا ہے۔ جناب والا ! میرے دوست نے نجم سیٹھی کی مثال دی۔ نجم سیٹھی کو threat کیا گیا۔ ہم اس کے گھر میں گئے اس کے آفس میں گئے وہ آفس میں موجود نہیں تھا۔

<u>جناب پریذائیڈنگ آفیسر</u> : دو منٹ ہیں جناب !

<u>جناب منظور احمد گچکی</u> : وہ اس لئے کہ نجم سیٹھی نے ایک نہیں، دو نہیں، تین نہیں دس اسکینڈل چھاپے جس میں سے آخری سکینڈل جناب والا ! یہ تھا کہ پاکستان کی territory کے اندر اسرائیلی ایجنٹ مستقل چھ سات سال تک رہے اور مختلف مجاہدین گروپس کو انہوں نے ٹریننگ دی جس میں اس ملک کے بہت سے جنرل involve تھے۔ جن کی ملاقاتیں ہوئیں اس کی نشاندہی کی رپورٹ کے ساتھ۔ جو کچھ ہوا وہ تمام رپورٹ ہوا اس کا سب سے بڑا آخری قصور یہی تھا جناب والا۔ آپ صحافی کو یہ کہتے ہیں کہ یہ رپورٹ کریں وہ رپورٹ نہ کریں تو پھر صحافت کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر تو پریس ٹرسٹ تین چار اخبار دوبارہ بحال کر دیں اور اپنی مرضی اور منشاء کے مطابق آپ کے پاس تو کافی ثناء خواں ہوں گے جو آپ بھرتی کر سکتے ہیں۔ ان کو کہیں جو ہم کہتے ہیں وہی کریں باقیوں کو بند کر دیں، ڈیکلریشن نہ دیں وہ نہیں لکھیں گے آپ کی بھی جان چھوٹے گی اور ہماری بھی جان چھوٹے گی کہ ہمارا سارا دن اسمبلی میں بیٹھ کر یہی کہتے رہیں۔

جناب والا ! میں اس ہاؤس سے گزارش کرتا ہوں کیونکہ حکومت کافی لوگ ان کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں ان سے گزارش کرتا ہوں باتوں کی حد تک نہیں یہاں تقریریں

ہم بہت کرتے ہیں۔ ہمیں تو کبھی کبھار شرم آتی ہے کہ اپوزیشن میں وہ بیٹھے ہوئے ہیں ہم نہیں بیٹھے ہوئے لیکن دوسرے دن کیا ہوتا ہے جا کر کمروں میں آہستہ آہستہ باتیں ہوتی ہیں اس کے بعد وہی لوگ اپنے سٹینڈ سے with draw کرتے ہیں۔ میں بہرہ ور سعید صاحب سے گزارش کروں گا کہ آئندہ یہ وہاں زور سے بولا کریں تاکہ ہم سنیں کہ کس معاملے پر اس نے سمجھوتہ کیا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : شکریہ۔ جناب میر عبدالجبار صاحب !

اخوانزدہ بہرہ ور سعید : میں مقرر صاحب کی انفارمیشن کے لئے بتاؤں۔ ہم پاکستانی ہیں اور صرف پاکستانی ہیں۔ نہ کسی پارٹی کے ساتھ ہمارا وہ ہے ہاں موجودہ حکومت شریف حکومت ہے جو ہماری حکومت ہے اس کے ساتھ تو ہم چلیں گے کوئی خوش ہو یا ناراض ہو۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : شکریہ جناب۔ میر عبدالجبار صاحب !

میر عبدالجبار : جناب چیئرمین ! آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ جناب والا ! صحافت کے موضوع پر اور صحافیوں کے ساتھ جو رویہ روا رکھا جا رہا ہے کے موضوع پر مجھ سے قبل میرے معزز دوستوں نے جن میں جناب طارق چوہدری صاحب ' جناب فصیح صاحب ' جناب بہرہ ور سعید صاحب ' سید اقبال حیدر صاحب ' جناب حافظ حسین احمد صاحب اور ہمارے دوست جناب منظور گچگی صاحب نے اپنے خیالات کا عالمانہ انداز میں اظہار کیا ہے۔

جناب والا ! میں مختصراً گزارش کرنے کی کوشش کروں گا کہ موجودہ حکومت جب سے برسر اقتدار آئی ہے تو اس نے اس وقت سے بار بار اعلان کئے کہ اب اس ملک میں صحافت آزاد ہے۔ صحافی کا قلم آزاد ہے۔ صحافی خواہ کسی بھی ملک سے تعلق رکھتا ہو وہ کسی بھی طبقے سے تعلق رکھتا ہو ملک میں اصلاح و احوال کے لئے بہت ہی بڑا کردار ادا کرتا ہے۔ رائے عامہ کو ہموار کرنے میں نہ صرف صحافی اور صحافتی کردار موثر ہوتا ہے بلکہ جمہوریت کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے میں موثر ہوتا ہے۔ اس کے کردار سے جمہوری ادارے زیادہ مضبوط ہوتے ہیں۔ مجھے یہ بات نہایت افسوس سے کہنا پڑتی ہے کہ آج ہماری صحافت اس ملک میں آزاد نہیں ہے اور صحافت کے خلاف جارحانہ انداز اپنایا جا رہا ہے۔ تو پھر بتایئے کہ

بھلا اس حکومت میں اور سابقہ حکومت میں کیا فرق ہوا ؟ پچھلی حکومت میں بھی یہی چیزیں اور یہی عمل روا رکھا گیا اور اس حکومت میں بھی یہی عمل اور باتیں روا رکھی جا رہی ہیں۔ جبکہ دونوں حکومتیں اپنے آپ کو جمہوری کہتی ہیں۔ ان حکومتوں کے ادوار میں صحافیوں کو قتل کیا گیا۔ مسلح اور جارحانہ حملے کئے گئے۔ اخباروں کے دفاتر کی توڑ پھوڑ کی گئی۔ پولیس سے لاٹھی چارج کروایا گیا۔ پچھلے دنوں چند صحافی حضرات پارلیمنٹ کے سامنے اپنے مطالبات کے سلسلے میں پرامن طور پر بیٹھے ہوئے تھے' ان پر لاٹھی چارج کیا گیا اور ان کو زخمی کیا گیا۔

صحافی جس کا قلم سچ لکھتا ہے' سچ بولتا ہے' اس کو مارا پیٹا جاتا ہے۔ چند سیاسی پارٹیوں نے تو اس تشدد اور جبر کو اپنا وطیرہ بنایا ہوا ہے اور یہ صحافت کو اپنی لونڈی بنانا چاہتی ہیں اور ایسی پارٹیاں جو کچھ وہ چاہتی ہیں' وہی ان سے جبراً لکھوا بھی رہی ہیں۔ اگر کوئی باضمیر صحافی ان کی باتوں کو نہیں مانتا تو اس کو ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے جس کی میرے معزز ساتھیوں نے پانچ چھ مثالیں بھی دی ہیں کہ صحافی حضرات کے ساتھ کیا سلوک کیا جا رہا ہے۔ خدارا ! اس رجحان کو ختم کیجئے اور اس تشدد و جبر کو روکئے۔ اور اگر یہ عمل روا رکھا گیا تو جمہوری اداروں اور جمہوریت کے لئے سم قاتل ثابت ہو سکتا ہے۔ صحافی حضرات جو صاحب عقل و دانش ہیں' صاحب علم ہیں' صاحب بصیرت ہیں۔ اور اہل قلم ہیں' سے بھی التماس ہے کہ اپنی روش ہرگز نہ بدلیں اور قلم کے تقدس کو بحال رکھیں۔ انشاءاللہ وہ دن دور نہیں جب ان کے زور قلم سے جمہوری اداروں اور جمہوریت کو وہ مقام ملے گا جس کا ہر پاکستانی متمنی ہے۔ مہربانی جناب۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : شکریہ۔ سید فصیح اقبال ! آخری mover

سید فصیح اقبال : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ موضوع ایسا ہے کہ جس پر میرے معزز ساتھیوں نے کافی کھل کر اظہار خیال کیا ہے اور میرے خیال سے کوئی ایسا پہلو نہیں ہے جو انہوں نے تشنہ چھوڑا ہو۔ لیکن میں سب سے پہلے وزارت اطلاعات کے رویہ پر احتجاج کرتا ہوں کہ ان کا کوئی آدمی یہاں اس بحث کے موقع پر موجود نہیں ہے۔ وزارت داخلہ کے وزیر صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ یہ میں ہاؤس کی اطلاع کے لئے بھی عرض کرتا ہوں اور آپ کے نوٹس میں بھی لاتا ہوں کہ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ جب یہاں ایک بہت بڑے قومی مسئلہ' یعنی پریس کے امور کے متعلق بات ہو رہی ہے اور یہ تحریک پندرہ دن کے

بعد بحث کے لئے یہاں آئی ہے، جس میں تمام ہاؤس اور جمہوری اداروں کے وقار کا خیال ہے، لیکن اس کے غیر متعلقہ ہونے کا یہ عالم ہے کہ یہاں وزارت اطلاعات کے پہلے دو صاحبان بیٹھے تھے، وہ بھی اب نہیں ہیں۔ میں وزارت کے اس رویہ پر حیران ہوں۔ یہ صحیح ہے کہ ان کو ہاؤس کی کارروائی مل جائے گی لیکن یہ اچھا ہوتا کہ وہ خود موجود ہوتے اور مباحث کے نوٹ وہ خود لیتے بجائے اس کے کہ وہ پریس والوں سے یا اخبارات سے کام لیں یا کسی ٹیپ ریکارڈر سے کام لیں۔ یہ ایک ایسا مسئلہ تھا کہ جن کی موجودگی یہاں ضروری تھی۔

جناب چیئرمین ! عرض یہ ہے کہ پریس کی تاریخ اس ملک میں بڑی طویل ہے اور پریس نے کسی کے احسان کے ذریعہ آزادی نہیں لی، کسی حکومت کی دی ہوئی آزادی نہیں لی بلکہ جب سے پاکستان قائم ہوا ہے انہوں نے اپنی جدوجہد سے یہ آزادی حاصل کی ہے بلکہ اس سے پہلے بھی مسلم جرنلسٹ نے قیام پاکستان کی تحریک میں جو قربانیاں دیں، جو تکالیف اٹھائی، آج یہ انہی کی تکالیف اور قربانیوں کا ثمر ہے کہ آج پاکستان دنیا کے نقشہ پر موجود ہے۔ یہ بڑی طویل کہانی ہے، اس میں ہمارے بڑے بڑے نامور صحافیوں نے بڑی بڑی قربانیاں دی ہیں، بڑی بڑی صعوبتیں برداشت کی ہیں۔ مالی مشکلات برداشت کی ہیں لیکن پاکستان کے قیام کے بعد جتنی بھی حکومتیں آئی ہیں.............. جب تک چیئرمین صاحب کی نظریں ہاؤس کی طرف نہ ہوں، یہ تقریر کیسے ہو گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : فرمائیے !

سید فصیح اقبال : جناب چیئرمین صاحب ! آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی جمہوری حکومت میں پریس کا قتل عام ہوا ہو۔ مارشل لاء کی حکومتوں میں تو کچھ واقعات ہو سکتے ہیں۔ پاکستان کی تاریخ میں، مارشل لاء کے ادوار میں آمروں اور ڈکٹیٹروں نے جو کچھ کیا بلکہ میں یہاں تک کہنے کو تیار ہوں کہ پچھلے 24 سالوں میں جتنی حکومتیں آئی ہیں انہوں نے کوشش کی ہے کہ پریس کا گلہ گھونٹا جائے۔ جب ایک عوامی حکومت آئی تو اس کے ایک منتخب وزیر اعظم نے یہ کہا جو مجھے کہنا نہیں چاہئے کہ fix him up ۔

میں پریس کی تاریخ اس لئے بتانا چاہتا ہوں کہ میرا تعلق بھی پریس سے ہے اور بغیر کسی party affiliations کے، میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں جب کراچی کے صحافیوں

کا ایک جلوس ایک نیوز ایجنسی کے دفتر کے سامنے گیا تو میں ایک منتخب وزیر اعظم کے الفاظ fix him up ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔ تو پھر آپ انداہ لگا سکتے ہیں کہ سیاسی جماعتوں نے کس طرح سے فائدہ اٹھایا اور اس وقت کی ایک عوامی سیاسی جماعت نے کیا فائدہ اٹھایا۔ میں مرحوم ذوالفقار علی بھٹو صاحب کا ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت یہ لوگ محسوس نہیں کرتے کہ حکومتیں جو ہیں یہ آتی جاتی رہتی ہیں۔ state apparatus میں پریس چوتھا ستون ہے' اس کے خلاف یہ سلوک کسی وقت ان کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے اور یہی ہوا۔ پھر اس کے بعد دوسری حکومت نے بھی پریس کے ساتھ یہی سلوک روا رکھا لیکن اس کی ابتدا جس بھونڈے انداز میں کی گئی' پریس والوں پر دباؤ ڈالے گئے' اشتہارات کے کوٹے فکس ہوئے۔ میں یہ بات بھی ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ فیلڈ مارشل کی حکومت میں' جناب الطاف گوہر اور میمن صاحب جو وزیر اطلاعات تھے مغربی پاکستان کے' ان کے دور اقتدار میں پریس کے لئے یہ کالے قوانین بنے جو آج جمہوریت کے چیمپئن بنے ہوئے ہیں جو PPRO کے نام سے مشہور تھا۔ یہ ایک ایسا کالا قانون تھا 1962ء میں چھپنے والے تمام اخبارات پر لاگو ہوا.................

<u>جناب پریذائیڈنگ آفیسر</u> : اور سینٹ کی کمیٹی نے اس کو منسوخ کر دیا۔

<u>سید فصیح اقبال</u> : میں عرض کروں کہ میں آپ کو پوری تاریخ بتا رہا ہوں۔ میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ آج جو جمہوریت کے اور آزادی صحافت کے چیمپئن بنے ہوئے ہیں ان کا اس میں کیا رول رہا ہے۔ اس کالے قانون کے نفاذ کے بعد پریس پر اتنی سختی کی گئی کہ تمام سرکاری اداروں اور نیم سرکاری اداروں کے اشتہارات پر قبضہ کیا گیا۔ حتیٰ کہ وہ نیم سرکاری ادارے جو تجارتی بنیادوں پر چلا کرتے تھے ان کے اشتہارات بھی اپنے ہاتھ میں لے لئے۔ کاغذ پر کنٹرول کیا گیا تاکہ اخبارات کو کنٹرول کیا جائے۔ مجھے افسوس ہے کہ نیشنل پریس ٹرسٹ کے توڑنے کا وقت آیا تو اس پارٹی نے جس نے اس کو اپنے منشور میں شامل کیا ہوا تھا' کہ ہم نیشنل پریس ٹرسٹ کو توڑیں گے' انہوں نے اسے توڑنے کی بجائے منظور کیا۔ اسے سرکاری خزانہ سے تحفظ دیا گیا اور آزادی صحافت پر پابندی لگائی گئی۔

میں آپ کو بتاؤں کہ 1985ء کے الیکشن میں جو بغیر پارٹی کے ہوئے تھے' اس میں جو مسلم لیگ کی حکومت بنی' اس نے PPRO کو منسوخ کیا۔ میں صحافیوں کو مبارکباد

پیش کرتا ہوں کہ اس کے منسوخ کرنے میں صحافیوں کی بڑی خدمات ہیں۔ ان کو اس کو منسوخ کرنے کے لئے پریشر بھی تھا اور عوام نے بھی پریس کا پورا ساتھ دیا اور مسلم لیگ کی حکومت میں یہ قانون منسوخ ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ آج پاکستان میں declaration لینا اتنا آسان ہے کہ آپ درخواست دیجئے اور پندرہ دن ایک ماہ کے اندر ڈیکلریشن لیجئے۔ لیکن میں ڈیکلریشن سے زیادہ اس بات کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آپ کو صحافیوں کا بھی خیال رکھنا چاہئے جنہوں نے اس ملک میں پارلیمنٹ کی عدم موجودگی میں پارلیمنٹ جیسا کردار ادا کیا، انہوں نے پارلیمنٹ کے نعم البدل کے طور پر فورم بنائے اور وہاں National issues discuss کیا۔

میں عرض کرتا ہوں کہ پاکستان کا پریس نہایت ذمہ دار پریس ہے، یہ حب الوطن پریس ہے۔ اس وقت اس نے تمام قومی معاملات پر debates کروائیں اور ان میں ہر پارٹی کے افراد کو موقع دیا کہ وہ بھی اظہار خیال کریں۔ پریس کے خلاف باتیں کرنا بالکل غلط ہے۔ صرف وجہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں جو بھی حکومتیں آئیں انہوں نے قومی issues سے فرار کرنا سیکھا۔ اور انہوں نے کبھی بھی قومی معاملات کو عوام کے سامنے پیش نہیں ہونے دیا۔ یہی وجہ ہے کہ پریس اور حکومت میں خلیج بڑھا ہے۔ آج اگر یہ منتخب حکومت یہ سوچ لے کہ یہ قومی issues ہے تو پریس اور حکومت میں کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ جو بھی منتخب حکومت ہو اس کی life میں اضافہ ہو گا اور وہ عوام کے مسائل اور تکالیف کو حل کرے اور قومی پریس نے پاکستان میں جو قربانیاں دی ہیں، دھماکے کرائے گئے۔

پچھلے دور میں جب مرکز کا مسئلہ آیا تو میں نے دیکھا کہ یہ بیورو کریسی پاکستان میں ایک سانپ کی طرح لٹک رہی ہے اس لئے جہاں بھی ڈسکریشن ہوا اس نے اسے misuse کیا اور abuse کیا۔ لہٰذا پارلیمنٹ ایک sovereign ادارہ ہے اور اس کی کمیٹیز ہیں لیکن کسی معاملے میں بھی عزت نہیں ہے جبکہ ہم فیصلہ کرتے ہیں اور ہمارے فیصلوں کی دھجیاں اڑائی جاتی ہیں۔ اس لئے کہ وہاں پر ایک فلٹر پلانٹ ہے اور منسٹری میں اسے ایک محکمہ بنالیا ہے۔ آج یہ عالم ہے کہ جن اخباروں کی آزادی کی بات کرتے ہیں پاکستان کے تمام اخبارات کسی بھی پارٹی کے نہیں عوام کے اخبارات ہوتے ہیں اور عوام انہی اخبارات کو پڑھتے ہیں جن میں وہ مسائل ہوتے ہیں۔ بہرحال میں اس

حکومت کو مبارکباد دیتا ہوں کہ کم از کم اس نے ٹرسٹ توڑنے کا اعلان کیا ہے لیکن جس طرح پرائیویٹائزیشن سیل نے ساری انڈسٹریز کا ایک ہی دن میں اشتہار دیا پریس کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔

پریس کے سلسلے میں گفت و شنید ہو رہی ہے۔ کبھی کہتے ہیں ابھی ہو رہا ہے یہ فوری طور پر انہی صحافیوں کو اسی طرح کے پیکیج کی طرح دیں جس طرح لیبر پیکیج کیا ہے۔ اسی طرح آپ ان کارکنوں کی باتیں سنتے اور ان کارکنوں کو آپ پرچے دے دیں۔ اگر وہ چلا نہ سکے تو آپ پر الزام نہیں آئے گا۔ لہٰذا یہ حکومت کا فرض ہے اور اگر اس کا یہ مینڈیٹ ہے تو پھر اس کی آزادی جزو لاینفک اس حکومت کے منشور میں ہے۔ یہ کوئی احسان نہیں ہے۔ ہر وہ حکومت جو منتخب ہو کر آتی ہے۔ پریس کا ایک بہت بڑا رول ہے اور آج خدا کا شکر ہے کہ پاکستان میں پریس آزاد ہے اور قومی پریس نے کتنے اچھے اور قیمتی انسان گنوائے ہیں۔ ابھی پچھلے دور میں لاڑکانہ میں چار صحافی قتل ہوئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ کسی بھی ایک صحافی کا قتل شہادت کا درجہ ہے۔ اس نے قلم کی آبرو کے لئے جان دی ہے لیکن ہمیں افسوس ہے کہ اس وقت کسی بھی سیاسی تنظیم نے اسے issue نہیں بنایا بلکہ یہ بہت issue ہے اور میں کسی بھی سیاسی قتل کے خلاف ہوں۔ کوئی بھی حکومت ہو لیکن صحافیوں کے سلسلے میں حکومت کی سرد مہری سمجھ نہیں آتی۔ اور آخر کار حکومت میں اکثریت میں ہونے کے باوجود آخر پریس کے مسائل کیوں نہیں حل ہوتے۔ جب متحدہ پاکستان تھا تو مرحوم نواب آف کالاباغ کے دور میں جب پریس پر زیادتیاں بڑھیں تو مانک میاں جو "اتفاق" کے ایڈیٹر تھے سے پورے پاکستان نے ان کا ساتھ دیا اور اس وقت پریس کونسل بنائی گئی اور ہر صوبے میں پریس کورٹ کا قیام عمل میں لیا گیا۔ ایک ریٹائرڈ چیف جسٹس اس کے چیئرمین تھے اور اس کے چھ ممبر تھے مدیران اور صحافیوں میں سے، آج حکومت کیوں سرد مہری سے کام لے رہی ہے۔ کیوں اس کا تدارک نہیں کرتی اس کا مستقل فیصلہ یہ کرے کہ پریس کونسل کو پارلیمنٹری ایکٹ کے تحت بنائے تاکہ ان کا ایک مقام بھی ہو اور خود حکومت فریق ہو۔ اگر حکومت کو کسی اخبار سے شکایت ہو تو وہ خود پریس کونسل میں پیش ہو۔ اگر فی الحال تمام صوبوں میں نہیں ہو سکتی تو ایک پریس کورٹ آف آنر بنائی جائے جس کا

چیئرمین sitting جج ہو ہائی یا سپریم کورٹ کا اور اس میں عوام کی بھی نمائندگی ہو، اور وہ جو ہماری تنظیمیں ہیں، سی پی این ای، APNS اور پی یو ایف جے، ان کے کارکنان کا بھی نمائندہ ہو۔

یہ صحیح ہے کہ پریس کو ذمہ دارانہ رپورٹنگ کرنی چاہئے لیکن یہ بتائیں کہ آج ملک کی اتنی بڑی ایڈمنسٹریشن میں سے کس نے پریس کو صحیح اطلاعات پہنچائی ہیں۔ کل میں دیکھ رہا تھا اتنی بڑی گورنمنٹ نے کانفرنس کی پیکٹس پریس کو advance نہیں دیئے۔ ہم سب لوگ افواہوں کے بارے میں اعتراض کرتے ہیں لیکن اخبارات کو صحیح اطلاعات فراہم کرنے والی ایجنسیاں نہیں ہیں یعنی ان ایجنسیوں نے اخبارات کو bribe کیا ہے اور سیکرٹ فنڈز کا ہر حکومت نے بے جا استعمال کئے ہیں۔ اور ہماری حکومت نے ابھی تک سیکریٹریٹ فنڈز کے سلسلے میں حوصلہ افزاء جواب نہیں دیا ہے۔ یہ اخبارات کو خریدنے کے لئے نہیں ہوتا۔ یہ قومی مفاد کے لئے اگر کوئی کام ہے تو خرچ کیا جاتا ہے۔ مگر موجودہ حکومت کو ایک سال ہوا ہے اس نے تو آج تک پریس کے مسائل تک نہیں سنے اور حکومت تو ایک پارٹی بن جاتی ہے لہذا حکومت کو اپنے سے ان چیزوں کو ہٹانا چاہیئے۔

اشتہارات کو مکمل طور پر ان محکموں کو دے دینا چاہئے جن کے اشتہارات ہیں تاکہ یہ اپنے لئے بدنامی کا باعث نہ ہو۔ اور اسی طرح سے ABC ایک ادارہ ہے۔ یہ اخبارات کی سرکولیشن کے سرٹیفکیٹ دیتے ہیں۔ دنیا کے تمام جمہوری ملکوں میں یہ ادارے پرائیویٹ ادارے ہیں۔ اور یہ حکومت کیوں سارا کچھ اپنے ذمے لیتے ہیں بلکہ اس سے حکومت کے اپنے وقار میں کمی آتی ہے۔ ابھی ہمارے حافظ حسین احمد صاحب نے فرمایا انتخاب کے بارے میں انتخاب بلوچستان کا بڑا عوامی اخبار ہے۔ میں نے صرف یہ منسٹر کے نوٹس میں لایا تھا کہ دیکھئے صوبائی اخبارات کو کوئی وقعت نہیں مل رہی، ان کا بھی ایک بڑا حلقہ ہے وہ بھی ان علاقوں میں جاتے ہیں جہاں قومی اخبارات نہیں جاتے۔ اور اس سلسلے میں منسٹر کے نوٹس میں لایا تھا اور جیسے یہ فرماتے ہیں کہ محکموں میں ایسا کوئی فارمولا ہی نہیں ہے اشتہارات کا، اشتہار کو وہ کبھی رعایت سمجھتے ہیں کبھی ہاؤس میں کہتے ہیں کہ یہ اخبارات کا حق نہیں ہے پھر آپ محکموں کو دے دیں۔ جو محکمہ مناسب سمجھے گا

جس اخبار کو اشتہار دینا' توپھر ہماری صوبائی خود مختاری پر بھی موثر اثر ہو گا۔

میں وزیر داخلہ کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ ضرور کہوں گا کہ اس میں صوبائی حکومتوں کا بھی بڑا عمل دخل ہے پریس کے سلسلے میں جب کبھی بھی کوئی مسئلہ ہو تو یہ مسئلہ اٹھ جاتا ہے کہ جناب یہ صوبائی معاملہ ہے لیکن جب صوبائی حکومت کو رجوع کیا جاتا ہے تو وہ بالکل بےبس ہوتے ہیں۔ اور آج جو اخبارات پاکستان میں تشدد کا شکار ہیں اس میں صوبائی حکومتوں کی بھی ناکامی ہے۔ یہ بے شک صوبائی حکومتوں کا فرض ہے۔ میں ابھی دعوت دیتا ہوں وزیر داخلہ کو اور وزیر اطلاعات کو کہ اس میں ایک کمیٹی بنائی جائے seriously اس مسئلے کو حل کیا جائے۔ یہ debate صرف اس لئے نہیں ہے کہ تمام اخبارات میں بھی چھپ چکا ہے کہ کامران خان' مظہر عباس' نفیسہ' مولانا صلاح الدین صاحب کے ساتھ کیا کیا ہوا' بجائے اس کے سوچنے کے ہمیں اس کے لئے ایک مستقل کمیشن بنانا چاہئے جس طرح جوڈیشنل کمیشن ہے تاکہ یہ پریس کا مسئلہ حل ہو۔

آپ کے کتنے مسئلے ہیں۔ ابھی آپ کا کتنا sensitive مسئلہ ایٹمی ری ایکٹر کا تھا۔ آپ کو پتہ ہو گا کہ اخبارات نے آپ کے لئے ایک منزل تعین کی ہے۔ ایسی debate فراہم کی ہے جس سے قومی تشخص اجاگر ہوا ہے۔ تو یہ اخبارات کا ایک بہت بڑا رول ہے اور انشاءاللہ کوئی طاقت پریس کو نہیں دبا سکے گی۔ پریس کے اندر ایسے اسلاف موجود ہیں جنہوں نے ہندو اور برٹش پریس کا مقابلہ کیا ہے۔ یہ تو اپنے لوگ ہیں۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ جو بھی حکومت وقت اپنے منشور میں آزادی رائے کا اقرار کرتی ہے اس پہ عملدر آمد کرنا بھی فرض ہے اور پورا کرنا چاہئے اور اب پاکستان کی ایسی situation ہے کہ ڈیکلریشن آپ نے آزاد کیا ہے جبکہ آپ ابھی تک پریس بل کو اسمبلی میں نہیں لائے' منسوخ ضرور ہو گیا ہے لیکن ابھی تک hanging ہے۔ اس میں حکومت لیت ولعل سے کام نہ لے بلکہ فوری طور پر سینٹ یا اسمبلی میں ایک بل کی صورت میں لے آئیں اور جس طرح میں نے پریس کونسل کے لئے تجویز دی ہے حالانکہ یہ آجکل حکومت کے زیر غور ہے لیکن حکومت میں ہمیشہ جب بھی کوئی کمیٹی یا کمیشن بنایا جاتا ہے۔ وہ مسئلے کو التواء میں ڈالنے کے لئے ہے۔ اس میں وزارت

اطلاعات 15/20 سال سے سوچ رہی ہے اور آج افسوس ہے کہ وزیر اطلاعات کسی مصروفیت میں ہیں ان کی جگہ کوئی اور وزیر ہوتا تو یہ بتاتا کہ اس میں کوئی پولیٹکل will نہیں ہے اور پریس کو کیا مقام دیتے ہیں اور آپ بھی اسی پریس کے ذریعے حکومت میں آئے ہیں۔ یہ حکومت، پچھلی حکومت یا آنے والی حکومت، انتخاب میں جاتے ہیں اور آج 90 ٪ آپ کے ایسے لیڈر ہیں جو اخبار کے نام سے زندہ ہیں۔ اگر وہ پندرہ سولہ دن اخبار میں نہ ہوں تو ان کو بڑی بیماری ہو جاتی ہے اس لئے کہ ان کو لوگ جانتے نہیں ہیں۔ لہٰذا حکومت وقت کا فرض ہے کہ اس کے مستقل حل کے لئے اور تدارک کے لئے کام کیا جائے۔

ہمارے حیدر صاحب تشریف لے آئے ہیں اب میں یہ بتاتا ہوں کہ انہوں نے پریس کے سلسلے میں جو کہا وہ درست ہے لیکن میں کہتا ہوں پاکستان میں ہر حکومت نے پریس کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ ہمیشہ جو حکومت آئی ہے وہ حمد و ثنا کے سلسلے میں ایک دوسرے سے آگے ہے بلکہ ایک دور میں میں بتاؤں ایک اخبار کے ایڈیشن میں لکھا the only leader, the undisputed leader نعوذ باللہ، پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے یہاں کلیتاً کسی لیڈر کو یہ خطاب حاصل کرنے کا حق ہی نہیں ہے لیکن یہ سرکاری طور پر 1977ء کا آخری زمانہ تھا۔ میں بھی ایک اخبار کا ایڈیٹر ہوں میں نے کہا کہ میرا تو بڑا چھوٹا اخبار ہے بلوچستان میں لیکن کہا گیا تھا سرکاری طور پر کہ یہ لفظ ہو۔ اسی طرح سے جس لیڈر نے جو منتخب ہو کر آیا مجھے پتہ نہیں ان کے کتنے ایسے حواری تھے کیسے اس کے مشیر تھے کہ اس کو یہ مجبور کیا کہ پاکستان کی ........... فلاں تاریخ 9 تھی مہینہ مجھے یاد نہیں تمام پاکستان میں صفحہ اول پر تصویر چھپی اور یہ لکھا the only leader, the undisputed leader, the popular leader تو اس سے آپ اندازہ کیجئے کہ ایک جمہوریت میں پھلنے پھولنے کے ان کے یہ لچھن ہیں۔ اسی لئے پاکستان میں ایک مستقل ایکٹ بننا چاہئے بل کی صورت میں تاکہ کوئی بھی آنے والی حکومت پریس کو نہ ڈرا سکے نہ دھمکا سکے اور اس میں پریس کے نمائندے ہوں۔ میں ان کا بالکل احترام کرتا ہوں لیکن ان کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اگر یہ صلاح الدین ........... آج ہزار صلاح الدین پریس میں ہیں لیکن مجھے افسوس ہے کہ

اس میں صوبائی حکومتوں کی ناکامی اتنی زبردست ہے کہ ان کو مستعفی ہو جانا چاہئے۔

آج پاکستان میں اخبار نویس ہر جگہ پریشان ہے۔ صوبہ بلوچستان ہو، پنجاب ہو، سندھ ہو اور جس طرح سے انہوں نے دو صحافیوں کا نام لیا نوید ملک صاحب صحافی نہیں ہیں۔ لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں ریکارڈ میں کہ ہم ملک میں ایسا رجحان بھی نہیں چاہتے کہ جس میں قلم کی دہشت گردی بھی شامل ہو بالکل نہیں پریس ہمارا ذمہ دار ہے۔ اس کا اپنا ضابطہ اخلاق ہے۔ صرف یہ چونکہ حکومت کی ناکامی ہے۔ حکومت خود فریق بن کر رہ گئی ہے اب حکومت جائے کس طرح لیکن حکومت کو میرا مشورہ ہے کہ ابھی بھی وقت ہے کیونکہ سارا پریس آزادی پر یقین رکھتا ہے اور آپ کو اختلاف رائے رکھنے کا پورا حق ہے اور یہی جمہوریت کی روح ہے۔ اگر ملک میں کوئی اپوزیشن نہ ہو تو یہ انارکی ہے اور پارلیمانی جمہوریت میں اپوزیشن حکومت کا ایک حصہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں وہ حکومت نہیں عوام کا حصہ ہے اور ان سے بھی پوچھنا چاہئے بلکہ اس کمیشن میں اپوزیشن کے لوگ بھی ہوں تاکہ پریس کو آزادانہ ماحول میں موقع ملے اور اس قسم کے آئے دن جو تشدد آمیز واقعات ہیں وہ ختم ہوں اور کم از کم بیوروکریسی کے رحم و کرم پر کوئی مسئلہ نہ ہو اس کے لئے کوئی آئینی بل، بل کی شکل میں ہو تاکہ یہ تمام پریس والے محفوظ رہیں۔

<u>جناب پریذائیڈنگ آفیسر</u> : بہت شکریہ !

<u>حافظ حسین احمد</u> : جناب ! ریکارڈ کی درستگی کے لئے فصیح صاحب نے فرمایا کہ میں ایک اخبار کا ایڈیٹر ہوں۔ جناب والا ! وہ اخبارات کے ایڈیٹر نہیں مالک ہیں۔

<u>سید فصیح اقبال</u> : ایڈیٹر بھی ہوں، مالک بھی ہوں، ورکنگ جرنلسٹ ہوں۔

<u>جناب پریذائیڈنگ آفیسر</u> : سید اشتیاق اظہر !

<u>سید اشتیاق اظہر</u> : شکریہ، جناب چیئرمین ! آج پریس کی آزادی کے حوالے سے اس ایوان میں نہایت مفید تقاریر ہوئی ہیں۔ آزادی صحافت کے حوالے سے جب بات کی جاتی ہے تو ہمیں اپنے شاندار ماضی کو بھی ملحوظ خاطر رکھنا

چاہئے۔ مولوی محمد باقروہ پہلے صحافی ہیں جنھوں نے آزادی صحافت کے لئے جان دی۔ پھر ہمارے مولوی مظہر الدین صاحب شیر کوٹی تھے انہوں نے اپنی جان دی آزادی صحافت کے لئے۔ سب سے پہلے مولانا حسرت موہانی نے دو سال کی سختی برداشت کی۔ وہ سختی برداشت کی کہ جس کے بعد یہ ریفارمز ہوئی ہیں اور پاکستان بننے کے بعد بھی جب بھی صحافت پر کوئی کڑاوقت آیا ہے تو صحافیوں نے بڑی قربانیاں دی ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ 1948ء میں جب سی ایم جی بن کر آ گیا 6 مہینے کے لئے تو کراچی یونین آف جرنلسٹس نے ایک قرارداد منظور کی اور اس کی پاداش میں مجھے انجام سے نکالا گیا۔ توجب بھی آزادی صحافت کی بات آتی ہے' آزادی صحافت کے احترام کا ذکر ہوتا ہے تو اس مسئلے میں کسی قسم کے اختلافات کی کوئی گنجائش نہیں ہونی چاہئے اور جب بھی کسی صحافی کے ساتھ براسلوک ہوتا ہے تو اس کی مذمت ہونی چاہئے۔

مجھے خوشی ہے کہ یہاں پر جناب اقبال حیدر صاحب اور دوسرے دوستوں نے بہت سے معاملات پیش کئے اور بہت سے ایسے امور کی نشاندہی کی جو قابل مذمت ہیں' قابل ملامت ہیں اور میں اس سلسلے میں کراچی سے جو قومی اخبار نکلتا ہے اس پر بھی حملے کی مذمت کرنا چاہتا ہوں اس کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بھی ان تمام طویل مذمتی اقدامات میں سے ایک قدم ہے کہ جس کی مذمت ہونی چاہئے لیکن میرے دوستوں نے یہاں پر جو مدیر "تکبیر" کے گھر پر حملے کی بات کی تو میں اس بات کی وضاحت کرنا چاہتاہوں کہ اس کا کسی سیاسی تنظیم سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ جناب مدیر "تکبیر" نے ایک ادارتی نوٹ لکھا تھا۔

(مداخلت)

<u>جناب منظور احمد گچکی :</u> پوائنٹ آف آرڈر جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وزیر داخلہ نے فلور آف دی ہاؤس پر یہ کہا تھا کہ "تکبیر" کے اڈیٹر کے گھر پر حملہ ایک جماعت نے کیا تھا۔ اس میں ایک شخص کا نام بھی لیا گیا جو کہ ایم کیو ایم کی تنظیم سے تعلق رکھتا اور اس کی ایف آئی آر بھی کاٹی گئی تھی یہ میں نے ریکارڈ کی درستگی کے لئے عرض کیا ہے۔

سید اشتیاق اظہر : جناب والا ! یہ بعد میں بھی کر سکتے تھے خواہ مخواہ انہوں نے میری تقریر میں مداخلت کی بڑے افسوس کی بات ہے کہ مجھے گفتگو نہیں کرنے دی اس لئے مجھے موقع دیا جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : اشتیاق اظہر صاحب ! آپ کو دو منٹ اور دیئے جاتے ہیں۔

سید اشتیاق اظہر : اگر وزیر داخلہ صاحب نے کوئی بات کی ہے تو وہ کوئی کلام پاک نہیں کہ جس کو تقدس حاصل ہو۔ تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ واقعہ خالصتاً مذہبی نوعیت کا تھا۔ میں اس طبقے سے متعلق نہیں ہوں لیکن ہمارے ہاں ایک بریلوی طبقہ ایسا ہے کہ جو عشق رسولؐ کے سلسلے میں کسی قسم کی کوئی بات برداشت نہیں کرتا۔ وہ بریلوی طبقے کا شہر ہے وہ گولیمار کا جو علاقہ ہے اس میں بریلوی طبقے کے لوگ رہتے ہیں انہوں نے اس پر احتجاج کیا جو کچھ مدیر "تکبیر" نے لکھا تھا اور یہ واقعہ ہے کہ مدیر "تکبیر" نے معذرت کی معافی مانگی ہے۔ اگر وہ غلطی نہ ہوتی تو وہ معذرت نہ کرتے اور انہوں نے اپنے معذرت نامے میں لکھا ہے کہ چونکہ بریلوی طبقے کے بعض حلقوں کو تکلیف پہنچی ہے اس لئے میں معذرت کرتا ہوں۔ تو یہ واقعہ سیاسی نوعیت کا نہیں ہے۔ اب رہا یہ کہ ہمارے دوست نے اعتراض کیا تھا کہ صاحب اے پی این ایس کا وفد جو ہے وہ ایم کیو ایم کے دفتر میں گیا تھا۔ تو یہ تو بڑی اچھی بات ہے کہ جو معاملات افہام و تفہیم سے طے ہو سکتے ہیں وہ افہام تفہیم سے مسائل طے ہوئے اور جہاں تک پریس کی آزادی کا تعلق ہے ایم کیو ایم کا تعلق ہے تو اس ایوان میں اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ تمام اخبارات ہمیشہ کے لئے ایم کیو ایم کی تقریروں کی مذمت کر لیں جو تحریکیں جاندار ہوتی ہیں، جو تحریکیں انقلابی ہوتی ہیں ان کو پریس کی بندش سے ہرگز ہرگز ختم نہیں کیا جا سکتا۔

پریس کا مطلب یہ نہیں ہے میں خود 1946ء سے پریس میں ہوں۔ پریس میں قلم کی آبرو کا مسئلہ ہوتا ہے، قلم کی حرمت کا مسئلہ ہوتا ہے۔ یہ کسی ایک طبقے کا، کسی ایک فرقے کا نمائندہ نہیں ہونا چاہئے۔ پریس کی آزادی کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کا نقطہ نظر جو ہے وہ پروجیکٹ ہو ہر طبقے کا نقطہ نظر دیا جائے۔

objectivity صحافت کا بنیادی اصول ہے۔ میں یہاں پر پریس کے
ساتھ جو زیادتیاں ہوئی ہیں جن کی تفصیل ہمارے دوستوں نے بیان کی ہیں۔ میں ان
تمام زیادتیوں کے خلاف ہوں۔ لیکن میں اس صحافتی آمریت کے بھی خلاف ہوں
کہ اگر ان کی مرضی کے خلاف کوئی بات کہی جائے تو اس کا بائیکاٹ کیا جائے اس
کی مذمت کی جائے۔ یہ بات نہیں ہونا چاہئے۔ میں چونکہ 1946ء سے صحافت میں
ہوں۔ میں نے صحافت کی آزدی کے لئے قربانیاں دی ہیں اس لئے مجھے یہ کہنے کا حق
ہے اس ایوان میں اور اس ایوان کے باہر بھی کہ قلم کی حرمت کا مطلب یہ ہے کہ
objectivity اور صداقت کا علم بلند کیا جائے اور جب صداقت اور حقیقت کا
علم بلند کیا جائے گا تو یقیناً پورا ملک اس کی تائید کرے گا لیکن اگر آپ صحافتی آمریت
کے ذریعے سے ایک خاص طبقے کو نقصان پہنچائیں گے اس کے نقطہ نگاہ کو پروجیکٹ
کرنے سے انکار کریں گے اس کی مذمت کریں گے تو پھر عوام کو بھی جو اس سیاسی
جماعت سے وابستہ ہیں ان کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنا اظہار خیال کریں اور
جب صحافتی حلقے آزادی اظہار خیال کے طلبگار ہیں آزادی صحافت کے علمبردار ہیں
اور آزادی کا تحفظ ایک مقدس فریضہ بھی ہے ایک مقدس مشن بھی ہے تو پھر عوام کو
بھی اسی طرح سے صداقت کے ساتھ اپنے جذبات کے اظہار کا حق ملنا چاہئے اور
اس پر کسی کو چراغ پا ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ آج اس
قرارداد کی مذمت کی جو باتیں کی گئی ہیں ان کی مذمت کرتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : شکریہ۔ جام کرار الدین صاحب !

Syed Iqbal Haider on point of order.

**Syed Iqbal Haider:** Mr. Chairman, I wish to draw your kind attention to the fact that the entire press has boycotted the proceedings of this House as a protest against the acts of terrorism and attacks on the working Journalists by the Workers of MQM.

They have specifically conveyed and I would request you Mr. Chairman that some persons be deputed to pacify the press and they should come back in the gallery and start the proceedings.

سید اشتیاق اظہر: جناب! میں پریس کی جانبدارانہ کارروائی کے خلاف بطور احتجاج واک آؤٹ کرتا ہوں۔

**Jam Haji Kararuddin:** Mr. Chairman, Sir, very many thanks that you have given me an opportunity to air my views on this most sensitive issue with regard to the attacks on Journalists.

Sir, at the very outset I do not find the appropriate words or any phraseology to condemn these acts of terrorism on the press and the journalism. We have been reading daily in the newspapers 'Dawn', 'Nawa-e-Waqt' and other newspapers, that the Editor of 'Takbir' and others have been assaulted and attacked. This dangerous trend that has developed in our country should be nipped in the bud at the earliest possible moment. If this dangerous trend is not arrested then Mr. Chairman, I assure you that this will lead us, the whole nation to anarchy, chaos and lawlessness. Therefore, this press should be given their proper place, dignified place in the society. They are the people of letters, they are intellectual class of our society and everyone of us must tolerate their rights. If any writing, any editorial of any newspaper causes any irritation to any group of persons or to any particular sect of our society then they should by way of contradiction clarify their position in the next day through any paper.

Sir, this right of press is a Constitutional right guaranteed to them, freedom of speech, freedom of expression, these are the fundamental Constitutional rights of the press, they should be protected by the Government also and they should be guaranteed to them. Nobody can silence the people, the men of letters, the editors because they have got the strongest pens in their hands, we cannot forcefully ask them to keep their pens in the pockets or to block their brains, they have got every right to express what they like and moreover the press plays a vital role in the society, in the country as a whole. They are playing their role as a watchdog, on the activities of the sitting government as well. Therefore, my humble submission Sir, is that these attacks should not be on the Journalists or Editors or their homes should be attacked. I would like to draw the attention of the Interior Minister to personally probe into the matters as to how many FIRs have been lodged by the Editors or those persons who are Journalists and how much persons have been found guilty and have been challaned? I hope, the Interior Minister will look into the mater personally and will take appropriate steps against those guilty persons. Lastly, Sir, throughout the history

of Pakistan, in every period this class of Journalists have been made targets and I fully agree with Mr. Faseih Iqbal's story of fix up. Therefore, this solid treatment should not be metted out to the Journalists, by any canon of justice and fair play but we must hold them in the highest esteem because they are playing a very very important role in the nation-building and in other spheres of life. They are just like the reformers of our society also. Therefore, we should not indulge in, violence and terrorism against the press and their Editors.

Thank you very much.

جناب منظور احمد گچھی : Point of order جناب والا ! پریس والے آ گئے ہیں اور ایک معزز رکن نے جو ایم کیو ایم سے ہے انہوں نے press کے خلاف as a protest boycott کیا تو میں اس کے اس رویئے کے خلاف walk out کرتا ہوں۔

**Mr. Presiding Officer:** I thank the press for returning to their seats, but they need not have boycotted because the entire House is in their favour.

Now I request the honourable Minister to wind up the debate.

*(Interruption)*

Dr. Bisharat Elahi on point of order.

**Dr. Bisharat Elahi:** Mr. Chairman, Sir, I was the first person who raised my hands, to speak on this issue, when the Chairman asked for names.

*(Interruption)*

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : سات منٹ سب کے لئے ٹائم ہے۔ میں تیار ہوں۔ نماز کے بعد پھر assemble کر لیں گے۔ جی ، ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب !

**Dr. Bisharat Elahi:** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ Thank you very much, Mr. Chairman, Sir.

With regard to the democracy and the freedom of press I have been repeatedly told by my friends that we are or we have been in the democratic arefor the last 5 or 6 years. We have had three governments

during this period. Perhaps on record, the first government was the one which had the least number of instances of terrorism against the press and that was the government of Mr. Muhammad Khan Junejo. Somehow the subsequent governments have not been able to ensure the safety and protective of the Journalists and therefore, have not been able to ascertain the freedom of the press. Unfortunately, during the past one year these cases of high-handedness against the press have been on the increase and my friends have already enumerated all the cases that have taken place during the last one year and they are, if I am not mistaken, more than a dozen of them. The pity is that the government has not been able to ascertain the people, who have been responsible for these acts of terrorism against the Journalists and the press. We have our Minister for Interior over here and I want to put a very pointed question to him and I would like him to state on the floor of this House the people who have been responsible for these acts of terrorism or are we to take this as a breakdown of law and order, a continuity of the breakdown of law and order in the country as a whole.

Sir, it is indeed a very serious matter and somehow whatever is said on the floor of this House falls on deaf ears and the response from the government has never been adequate. Today, I would like to ask the honourable Minister to let this House know, who were the people responsible for the attacks on all the Journalists, their homes and their offices. If he could enumerate all the instances, write down the names of the people concerned and also let us know, what action the government has taken against them. Unless the government is prepared to face this issue squarely the will be no let up on this. Another important feature of these cases has been that most of the cases have occurred in Sindh and perhaps about 50% of them in the city of Karachi, the Government should take a lead on this and I am sure they know the background, I am sure they even know who the people were, is it political expediency which is keeping them away from taking the necessary action, how long are we going to tolerate this state of affairs, there have been people coming to Lahore from Karachi holding press conferences in Lahore where there are armed guards around them and threatening the press in Lahore that if they do not play the ball, meaning thereby, if the press does not succumb to the dictates of this particular group, even in Lahore then they will take action against them. Did the Minister concerned or the government concerned take notice of this threat, this was something which appeared in the newspapers but I am sure no action was taken on the same subject.

I would concede that I have been a victim of character assassination by a certain section of the press but I hold no grudge against anybody, it does not justify my taking action against press other than what is prescribed in the law, I cannot take the law in my own hands, to my friends of the press, I would only appeal and suggest that they should try and verify the facts before they put it in print, the least they can do is to talk to me or the person concerned before they try and put things against them in the press. The important issue Sir is that in a situation where the television and the radio are under the control of the Government it is only the print media which can convey the feelings or which can represent the general public and project the point of view of people who are in the opposition or opposed to the Government. Therefore, it is all the more important that this section of the press or media should be given adequate protection and the responsibility lies fairly and squarely on the shoulders of the Government in power.

Another very important point that I would like to bring to your notice is that we had on the agenda an item, under item 3, 4 that is Zara-i-Iblaagh, a discussion on this report on the Council of Islamic Ideology, it is time Mr. Chairman that we devote some time to these things and formulate proper legislation to control the press and the media and to give it framework within which the press should conduct itself and prescribe their framework within which the Government should conduct itself.

Thank you very much.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : شکریہ۔ جناب وزیر صاحب !

جناب شہزاد گل : جناب والا ! مجھے بھی موقع دیا جائے۔

جناب گلزار احمد خان : جناب والا ! ہمیں پانچ پانچ منٹ ہی دے دیجئے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : دو آدمی ' جناب شہزاد گل اور گلزار احمد صاحب ' باقی ہیں۔ آپ پانچ پانچ منٹ کے لئے بولیں۔

جناب شہزاد گل : ٹھیک ہے جی ! مختصر بات کریں گے کیونکہ کافی بحث ہو چکی ہے۔ جناب والا ! شکریہ۔ جناب والا ! اس اہم تحریک التواء پر کافی بات ہو چکی ہے لیکن اپنے خیالات ریکارڈ پر لانے کے لئے ضروری ہے کہ میں بھی اپنی اور اپنی پارٹی کی جانب سے کچھ کہوں۔

جناب والا ! بعض دوستوں کا موقف ہے کہ صحافیوں پر جو حملے ہو رہے ہیں یہ حکومت کی جانب سے یا حکومت کے ایما پر ہو رہے ہیں اور بعض دوست یہ کہہ رہے ہیں کہ ایسا نہیں بلکہ اپوزیشن یا بعض ایسے دوسرے گروہ جو ہیں وہ صحافیوں پر حملے کروا رہے ہیں تا کہ امن و امان کی صورت حال ملک میں پیدا ہو۔ بہر حال جو بھی صورت حال ہے میں اس پر اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے عرض کرتا ہوں کہ ہم آزادی صحافت پر یقین رکھتے ہیں، ہم آزادی صحافت کی حمایت کرتے ہیں اور صحافیوں پر آج تک جو بھی ظلم اور تشدد ہوا ہے یا ہو رہا ہے، اس کی ہم مذمت کرتے ہیں۔ اگرچہ بعض صحافیوں نے ایسی شخصیات یعنی باچا خان ' بابائے امن ' کی کردار کشی بھی کی ہے لیکن ہم نے پھر بھی صحافیوں کے خلاف نفرت کا اظہار نہیں کیا ہے کیونکہ ہم صحافت کی آزادی کو ملک کی آزادی کے لئے انتہائی ضروری سمجھتے ہیں۔

جناب والا ! میں صحافی برادری پر جو بھی ظلم ہوا ہے، اس پر ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں، اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے۔ یہ بات ریکارڈ پر لا رہے ہیں اور ہم اپنے آپ کو صحافی برادری کے اس ظلم کے خلاف ہر طرح کے احتجاج میں شریک سمجھتے ہیں۔

جناب والا ! صحافت جو ہے یہ ملک کی اقتدار کی کرسی کا چوتھا ستون ہے۔ جب تک چاروں ستون برابر اور مضبوط نہ ہوں وہ کرسی جو ہے وہ ڈانوا ڈول ہوتی ہے۔ اس لئے حکومت کو چاہئے کہ صحافت کے ستون کی طرف بھی حکومت غور کرے کہ اس کی مضبوطی کے لئے، اس کی حفاظت کے لئے، اس کے تحفظ کے لئے ایسے قوانین بنائے ایسے ذرائع تلاش کریں کہ اس پر کسی قسم کے حملے نہ ہوں اور وہ آزادی کے ساتھ اپنا کردار جو ہے وہ ادا کرتے رہیں۔ میں بھی ان سے اپیل کروں گا کہ وہ پھر اپنا مجاہدانہ کردار ادا کرتے رہیں، وہ اپنی آواز کو بلند کریں، اپنی آواز کو بند نہ کریں جیسے بھی حالات ہوں، جو بھی ہو، وہ اپنا کردار ادا کرتے رہیں۔

<u>جناب پریذائیڈنگ آفیسر :</u> بہت بہت شکریہ۔ جناب گلزار احمد صاحب !

<u>جناب گلزار احمد خان :</u> شکریہ، جناب چیئرمین۔ میں اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے صحافیوں کے خلاف جو دہشت گردی ہوئی ہے، کی پرزور مذمت کرتا ہوں اور اپنی پارٹی کی طرف سے بھی یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ یہ طریقہ کار بہت ہی

غلط ہے جو صحافیوں کے ساتھ روا رکھا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں کوئی معزز رکن ایسے نہیں ہیں' جو ان واقعات کی مذمت نہ کریں۔ جناب والا! صحافت جو ہے حکومت اور عوام کے درمیان ایک پل کا کردار ادا کرتی ہے۔ صحافت کا ادارہ جو ہے یہ عوام کے مسائل' ان کی تکالیف' ان کی مشکلات کو حکومت کے نوٹس میں لاتا ہے' حکومت کو ان سے آگاہ کرتا ہے۔ اس لئے یہ بات حکومت کے مفاد میں جاتی ہے کہ حکومت اپنی تصحیح کرے اور اپنی جو کمزوریاں ہیں وہ دور کرے اور اس کے صحافتی کردار سے فائدہ اٹھائے۔ اس طرح سے یہ ادارہ جو ہے میں سمجھتا ہوں کہ ملک کی تعمیر و ترقی میں سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر: جی!

جناب گلزار احمد خان: میں یہ کہوں گا کہ جب ہم کسی صحافی یا کسی اخبار کے رپورٹر کے خلاف زیادتی کی بات سنتے ہیں تو یقیناً اس سے عوام میں بھی یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ لاء اینڈ آرڈر انتہائی کمزور پوزیشن میں جا رہا ہے اس لئے حکومت کو چاہئے کہ ایسے معاملات جو ہیں یہ انتہائی سنجیدگی سے لیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ادارہ کسی بھی جمہوری ملک کا اہم ستون ہے اور یہ عجیب فلاسفی ہے کہ صحافت باوجود اس کے کہ حکومت میں نہیں ہوتی لیکن اس کے باوجود اس کا کردار اتنا اہم ہے کہ حکومت کے تمام اداروں سے اہم ہوتا ہے اس لئے حکومت سے درخواست کروں گا کہ زیر بحث صحافیوں کے معاملات کے متعلق جو افراد ذمہ دار ہیں ان کے خلاف پوری سختی سے ایکشن لیں تاکہ صحافت میں آزادی صحافت کا نظریہ قائم رہے۔

(مداخلت)

جناب گلزار احمد خان: میں ریکارڈ میں لانا چاہتا ہوں کہ ہمیں صحافیوں سے کتنی ہمدردی ہے اور حکومت کو ان کو خصوصی مراعات دینی چاہئیں..........

(مداخلت)

جناب پریزائیڈنگ آفیسر: تین دفعہ ہمدردی کے الفاظ آ چکے ہیں بہت بہت شکریہ' تشریف رکھیں۔ جناب وزیر داخلہ صاحب!

چوہدری شجاعت حسین : جناب چیئرمین ! میں فرداً فرداً بھی معزز سینٹر حضرات کا جواب دینا چاہتا تھا لیکن وقت بہت کم ہے لیکن اتنا میں ضرور کہوں گا کہ جتنے حضرات نے تقریریں کیں ان سے بہت سے حضرات نے اچھی تجویزیں دیں اور انہوں نے کہا کہ صحافت کے متعلق تشدد نہیں ہونا چاہئے۔ بعض حضرات نے ذاتی حملے کئے لیکن میں ان کا جواب دینا مناسب نہیں سمجھتا۔ اگر آپ کہیں تو جواب دے سکتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : ضرورت نہیں ہے۔

چوہدری شجاعت حسین : ٹھیک ہے جی ! ضرورت نہیں ہے۔ لیکن جناب والا ! میں یہ ضرور کہوں گا کہ پچھلی حکومت میں بھی یہ ہوتا رہا ہے اور اب بھی یہی ہو رہا ہے یا پچھلی حکومت سے زیادہ ہو رہا ہے تو میرا خیال ہے کہ یہ بھی مناسب نہیں ہو گا۔ کسی بھی حکومت میں صحافیوں کے ساتھ اس طرح کا ظلم ہو تو ہر ایک کو نقطہ چینی کرنی چاہئے۔ میں خاص طور پر فصیح اقبال صاحب اور ڈاکٹر بشارت صاحب نے جس کا حوالہ دیا' کہوں گا کہ یہ ہماری ہی حکومت تھی کہ جس نے 20 سالہ کالے قوانین اخبارات سے جو متعلق تھے ان کو دور کیا اور صحافت کو آزادی دی۔ صلاح الدین صاحب کے متعلق تو میں یہ کہنا پسند کروں گا کہ سب سے پہلے بھٹو دور میں ان کے ساتھ سختی ہوتی رہی۔ اس کے بعد ایک اور ہماری حکومت آئی تو تب بھی ان کے ساتھ سختی ہوتی رہی اس کے بعد جب دوبارہ محترمہ بے نظیر کی حکومت آئی تو اس وقت بھی ان کے ساتھ زیادتیاں ہوتی رہیں اور اب بد قسمتی کے ساتھ ان کے ساتھ دوبارہ یہی سلوک کیا جارہا ہے جس میں' میں سمجھتا ہوں کہ نہایت ہی افسوسناک مقام ہے جو ایسا ہو رہا ہے۔ باقی حضرات بھی اچھے صحافی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کے ساتھ بھی ایسا سلوک کبھی بھی نہیں ہونا چاہئے ..............

حافظ حسین احمد : پوائنٹ آف آرڈر' پوائنٹ آف آرڈر............

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : wind up کے دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔

حافظ حسین احمد : ہو جاتا ہے رولز اٹھا کر دیکھ لیں۔ میں اسی کے متعلق ایک گزارش کروں گا کہ وزیر داخلہ صاحب نے اس کی حمائت کی ہے میں یہی کہوں گا کہ اگر

اس مسئلے کو سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کریں تاکہ یہ ایوان ان کے تمام تر چیزوں پر غور کر سکے اور کسی نتیجے پر پہنچ سکیں.........

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ تشریف رکھیں۔ جی وزیر داخلہ صاحب!

چوہدری شجاعت حسین: میں یہ کہہ رہا تھا کہ جہاں تک یہ مسئلہ پہنچا ہے اور بگٹی صاحب نے جس کی طرف اشارہ کیا ہے کہ گروہی سیاست بھی اس میں آڑھے ہے اس سلسلے میں، میں یہ ضرور کہوں گا کہ وہ بھی کچھ ایسی چیزیں ہیں جس کی وجہ سے آجکل زیادہ تشدد بڑھ رہا ہے۔ اس کی دو وجوہات ہیں لیکن اس کے باوجود جہاں تک وفاقی حکومت کا تعلق ہے تو میں خاص طور پر تمام صوبائی حکومتوں کو اور خصوصی طور پر حکومت صوبہ سندھ کو یہ کہہ رکھا ہے کہ اب اس طرح کے جتنے بھی واقعات ہیں ان کے اوپر مکمل طور پر قابو پائیں اور جو بھی اس میں ملوث پائے جارہے ہیں۔ ان کو جلد از جلد گرفتار کیا جائے اور ان کو سزا دی جائے لیکن اس کے باوجود ہمیں جہاں تک اطلاعات موصول ہوئی ہیں اس سلسلے میں میں یہ ضرور اعتراف کروں گا کہ پیشرفت نہیں ہو سکی یا صوبائی حکومتوں کی طرف سے ست رویہ اختیار کیا جارہا ہے۔ وفاقی حکومت اس کے اوپر مکمل طور پر آگاہ ہے اور ان کو دوبارہ تنبیہ کی جائے گی اور سینٹر حضرات کے جذبات بھی ان تک پہنچائے جائیں گے کہ سینٹ جو ہمارا اپر ہاؤس ہے انہوں نے بھی اس چیز کو تشویش کی نگاہ سے دیکھا ہے۔

ڈاکٹر بشارت صاحب نے ایک چیز کا حوالہ دیا۔ میں جاتے جاتے اس کے متعلق عرض کر دوں کہ تخریب کار کون ہے۔ اقبال حیدر صاحب نے بھی کہا کہ یہ حکومت تخریب کاروں کی پشت پناہی کر رہی ہے۔ تو میں یہ کہوں گا کہ ان کی جب گورنمنٹ تھی تو وہ خود ہی ایک تخریب کار حکومت تھی اور وہ خود پشت پناہ ہوں تو وہ علیحدہ چیز ہے۔ تفصیلات میں نہیں جانا چاہتا ورنہ میں بتا سکتا تھا کہ تخریب کار گورنمنٹ کونسی تھی اور ان صحافیوں کے ساتھ کیا کیا ظلم کیے۔

جہاں تک اخباروں کا تعلق ہے اور صحافیوں کا تعلق ہے۔ مجھے یہ ذاتی طور پر بھی بہت تجربہ ہے۔ یہی صلاح الدین اور دوسرے حضرات ہیں جب بھٹو دور تھا تو یہ حضرات میرے باپ کے ساتھ جیل میں تھے۔ مجھے پتہ ہے کہ صحافیوں کا کیا کردار ہوتا ہے اور کیسے ان کے ساتھ سلوک کرنا چاہئے۔ اس لئے میں یہ ضرور کہوں گا کہ جہاں تک ہماری

حکومت کا تعلق ہے آپ کی وساطت سے یقین دلاتا ہوں تمام ممبران سینٹ کو' اور اخبار نویسوں کو بھی اور جتنے دوسرے ہمارے صحافی بھائی ہیں کہ انشاءاللہ تعالیٰ جہاں تک ہمارا بس ہے چاہے اس میں جو بھی حضرات آئیں' چاہے ان کا تعلق مسلم لیگ سے ہو یا جماعت اسلامی سے یا M.Q.M. سے ہو یا پھر کسی بھی جماعت سے ہو' اس میں میں نے اپنی جماعت کا نام بھی لیا ہے اگر اس سے تعلق رکھنے والا کوئی آدمی بھی ملوث پایا گیا تو انشاءاللہ تعالیٰ اس کو بھی سزا دیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : بہت بہت شکریہ۔ The motion has been [illegible]ed out..........

سید فصیح اقبال : جناب ! وزیر صاحب نے اسے کمیٹی کے سپرد کیا ہے، یا نہیں اس کا آپ کوئی تدارک کریں۔ انفارمیشن منسٹری کے متعلق کچھ نہیں کہا یہ آپ کا فرض بنتا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : بیٹھئے جناب ! اس کو ختم کریں۔

چوہدری شجاعت حسین : جناب والا ! اس میں ایک گزارش کروں گا کہ already سینٹ کی ایک سٹینڈنگ کمیٹی آن انفارمیشن ہے اس مسئلے کو چھوڑیں اس کے علاوہ انہیں یہ چاہئے کہ اس مسئلے کی بات علیحدہ ہے لیکن صحافیوں کے ساتھ اس طرح کے جو واقعات ہیں یا پوری پالیسی کے متعلق اگر کوئی بھی وہ تجویز لے کر آئیں۔ سٹینڈنگ کمیٹیز اسی لئے بنی ہیں کہ وہ حکومت کو آگاہ کریں یا advise کریں کہ ان واقعات کو کیسے روکا جا سکتا ہے۔ لہٰذا فصیح اقبال صاحب سے عرض ہے کہ وہ کمیٹی کے چیئرمین ہیں وہ حکومت کو تجویز دیں تو ان پر انشاءاللہ تعالیٰ غور کریں گے۔

**Mr. Presiding Officer:** The motion has been talked out and now we shall meet on 21st at 10.00 a.m.

---

*[The House then adjourned to meet again at ten of the clock in the morning on Thursday, November 21, 1991].*

---

PCPPI—74(96) Senate—9-4-97—180.